مجھے دینِ اسلام سے پیار ہے

ماھنامہ

سیدھا راستہ

لاہور

(جلد نمبر 29 شمارہ نمبر 1) رمضان المبارک 1439ھ مئی 2018ء

مسلسل اشاعت کا انتیسواں سال

رمضان المبارک نمبر

اللہ ﷻ کی رضا کے لئے علم حاصل کرنا

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں معلمِ انسانیت حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ارشادِ مبارک فرمایا:

مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللهِ تَعَالٰى لَا يَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِيُصِيْبَ بِهٖ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِيْ رِيْحَهَا

”جس نے وہ علم سیکھا جس سے اللہ (ﷻ) کی رضا حاصل کی جاتی ہے مگر وہ اسے رضائے الٰہی کے لئے نہیں بلکہ ذلیل دنیا جمع کرنے کے لئے سیکھے تو ایسا شخص قیامت کے دن جنت کی ہوا نہیں پائے گا“۔

ابوداؤد حدیث نمبر 3664، ابن ماجہ حدیث نمبر 252، مسند احمد جلد 2 ص 338، مستدرک حاکم جلد 1 حدیث نمبر 85، مشکوٰۃ حدیث نمبر 227، مرقاۃ جلد 1 ص 439، ترغیب جلد 1 حدیث نمبر 18-335۔

عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی کا بہترین ذریعہ

facebook

NAGINA

دیکھنا نہ بھولئے

مدیرِ اعلیٰ
خادمِ دینِ اسلام
منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

بانی سرپرست اعلیٰ: گجرات سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) پنجاب، انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب

جامع مسجد نگینہ

A-977 بلاک B-III گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور 042-36880027-28,0300-4274936

صلی اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

مجھے دین اسلام سے پیار ہے

دین حنیف کا ترجمان

ماہنامہ

سیدھا راستہ

لاہور

عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی کے لئے عام فہم اور آسان سلیس اردو

جس میں حوالہ جات سے مزین دور جدید میں منفرد حیثیت کا حامل

مسلسل اشاعت کا اٹھیسواں سال

فہرست ترتیب

1	حمد باری تعالیٰ و نعت شریف	5
2	اداریہ	6
	ادارہ یوسفی	8
3	تفسیر یوسفی	9
4	درس حدیث شریف	13
5	ساتواں کشف کتاب روزے کے بیان میں	16
6	رمضان المبارک اور ہم	24
7	روزے کی فرضیت	28
8	روزہ اور خواتین	35
9	قیام رمضان	39
10	ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا	48
11	غزوہ بدر	52
12	حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	55
13	حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	65

رکن کونسل آف جرائد اہلسنت پاکستان

مدیر اعلیٰ (بانی)

منیر احمد یوسفی

مدیر معاون

صاحبزادہ مفتی حافظ **خلیل احمد یوسفی**

مینیجنگ ایڈیٹر

رشید احمد جنجوعہ یوسفی

(ایم اے ، ایل ایل بی)

سرکولیشن کنٹرولرز

شیخ فہد احمد یوسفی

حافظ ظفر یوسفی

بیادگار

پیر طریقت رہبر شریعت

زبدۃ العارفین حضرت پیر مولانا قاضی الاول

شمس العلماء اجمل خطیب اعلیٰ جناب حضرت انقلابی ...

حضرت قبلہ عالم امامہ ...

حاجی محمد یوسف علی نگینہ

(نقشبندی مجددی قادری چشتی سہروردی)

...

حاجی **محمد اللہ دتہ یوسفی** مرحوم

منیر احمد یوسفی

بشیر احمد یوسفی

خلیل احمد یوسفی

سالانہ ممبر شپ فیس (اندرون و بیرون ملک)

	روپے
الجزائر، ایران، ترکی، عراق	2000
عرب امارات و سعودی عرب	2000
انگلینڈ	2000
کینیڈا، امریکہ	2500
پاکستان	450

زیر انتظام: صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی — صاحبزادہ حافظ مفتی خلیل احمد یوسفی — صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی مرحوم

پروف ریڈرز: مفتی محمد آصف یوسفی ، ملک محمد سلیم نواز یوسفی ، شیخ محمد عبدالعلیم یوسفی ، محمد عامر فقیر ، محمد وسیم یوسفی

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ: ایڈیٹر ماہنامہ ''سیدھا راستہ''

جامع مسجد نگینہ 977-A بلاک B-III گجر پورہ سکیم لاہور

042-36880027,0300-4274936

اس شمارے کا ہدیہ 60 روپے

ڈرافٹ اور چیک کے لئے: منیر احمد یوسفی اکاؤنٹ نمبر 06180017185303 حبیب بینک شادباغ لاہور

پبلشر منیر احمد یوسفی نے حامد جمیل پرنٹرز لاہور سے چھپوا کر جامع مسجد نگینہ بلاک B-III چاند سکیم لاہور سے شائع کیا

کمپوزنگ: ابوبکر کمپیوٹر سنٹر 977-A بلاک B-III چاند سکیم لاہور 0300-4274936

ویب سائٹ: http://www.seedharastah.com

ای میل ایڈریس: info@seedharastah.com

http://www.nagina.tv

حمد باری تعالیٰ

از قلم: امین علم لدنی حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ

خدا دے واسطے حمداں تمامی
خدا دا سب توں اچا نام نامی

اوہ ہر ذرے دا ہے مالک تے خالق
میں کیہ دساں اوہدی ارفع مقامی

خدا رازق حقیقی ساریاں دا
ہے کوئی خاص تے بھاویں ہے عامی

ہے اس دی شان ستارالعیوبی
چھپا لیندا اے اوہ بندیاں دی خامی

ہے ازلوں ابد تیکر اس دی شاہی
قدیمی شان ہے اوہدی دوامی

شریک اوہدا کوئی شے جو بناوے
اوہ ہے بد بخت تے مشرک حرامی

کرے تعریف کیہ بندہ خدا دی
جنہوں ویندے نے کل عالم سلامی

نبی مرسل نے بھاویں اولیاء نے
خدا دلوں نے ایہہ سارے پیامی

اوہدے ای فضل تھیں ملیاں زباناں
تے بخشی اوسے نے ہے خوش کلامی

قلم ہوون جے رکھ سیاہی سمندر
ختم نہ ہو سکے شان گرامی!

ایہہ ہے فرمان یوسفؔ میرے رب دا
کرو سارے محمد ﷺ دی غلامی

نعت شریف

از قلم: صاحبزادہ محمد اللہ دتہ یوسفی زم زم صاحب

عظمت ہے مدینے کی سرکار کے قدموں سے
قائم ہے جہاں شاہِ ابرار کے قدموں سے

یثرب جو بلاؤں کا صدیوں سے ٹھکانہ تھا
وہ پاک مدینہ ہے سرکار کے قدموں سے

ہر مومن کی خواہش ہے موت آئے مدینے میں
یہ شان ہے دو جگ کے مختار کے قدموں سے

روضے کی زمیں اعلیٰ ہے عرشِ معلّٰی سے
یہ رتبہ ہے نبیوں کے سردار کے قدموں سے

افضل ہے جہاں وہ ہیں مکہ ہو مدینہ ہو
وابستہ فضیلت ہے دلدار کے قدموں سے

وہ عرش جو فرقت سے تڑپا تھا شبِ اسریٰ
تسکین ملی اس کو غمخوار کے قدموں سے

معراج کی شب حوریں غلمان ملک سب تھے
سو جاں سے فدا شاہِ اسوار کے قدموں سے

پُر کیف سماں ہوگا میدانِ قیامت میں
عاصی لپٹ جائیں گے جب یار کے قدموں سے

خورشید و قمر تارے زم زمؔ جو بھی روشن ہیں
نورانی ہوئے ماہِ انوار کے قدموں سے

رمضان المبارک کے فضائل و مسائل

تالیف: خادم دین اسلام منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ — ہدیہ 100 روپے

A-977، بلاک بی III، گجر پورہ سکیم لاہور 0322-4632138

اداریہ

شام پر امریکی حملہ

گزشتہ ماہ عالمی دہشت گرد امریکہ نے اپنے حواری برطانیہ اور فرانس کے ساتھ مل کر مشرق وسطیٰ کے اسلامی ملک شام پر کروز میزائلوں سے حملہ کر کے مبینہ طور پر ان کے کیمیائی ہتھیاروں کے ذخیرے تباہ کر دیئے ہیں۔ عالمی سطح پر ان حملوں کا جواز دیا جا رہا ہے کہ شامی حکومت اپنے سیاسی مخالفین کو کیمیائی ہتھیاروں سے حملے کر کے ہلاک کر رہی تھی جو بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی ہے۔ لہٰذا اس کو روکنے کے لئے یہ حملہ ضروری تھا۔

قارئین کرام! یاد کریں کچھ عرصہ قبل امریکہ نے جب عراق پر حملہ کرنا چاہا تو اُس وقت بھی دُنیا کو یہی تاثر دیا گیا کہ عراقی حکومت اپنے سیاسی مخالفین کو کیمیائی حملوں سے ہلاک کر رہی ہے۔ اس آڑ میں امریکہ نے حملہ کر کے عراق کو تباہ و برباد کر دیا اور اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے کے لئے وہاں ایک برائے نام کٹھ پتلی حکومت قائم کر کے عراق کو مستقل داخلی انتشار اور عدم استحکام میں مبتلا کر دیا۔ اگرچہ ازاں بعد امریکی الزامات غلط ثابت ہوئے لیکن امریکہ نے اپنی غلطی پر ندامت کا اظہار بھی نہیں کیا تھا۔ اب پھر وہی ڈرامہ اور کہانی شام میں دہرائی جا رہی ہے چونکہ شام ایک مسلمان اور اسرائیل کا حریف ملک ہے لہٰذا اس کو عسکری اور معاشی طور پر مفلوج کیا جا رہا ہے تاکہ سامراجی طاقتوں نے عالم اسلام کے مرکز میں گریٹر اسرائیل کے قیام کا جو منصوبہ بنا رکھا ہے اُس کی تکمیل میں حائل ہونے والی ممکنہ رکاوٹوں کے خدشات کا سدِ باب ہو سکے۔ واضح ہو کہ مشرق وسطیٰ میں طاغوتی طاقتوں کی سازشوں کے بل بوتے پر وجود میں آنے والا اسرائیل اب مسلم دُنیا کے لئے ناسور کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اس کو تمام اسلام دشمن قوتوں کی تائید اور حمایت حاصل ہے۔ عسکری طور اسرائیل خاصا مضبوط اور طاقتور ہو چکا ہے جبکہ سفارتی سطح پر امریکہ اس کو مکمل تحفظ دیتا ہے۔ غرضیکہ امریکہ ہو یا برطانیہ، روس ہو یا کوئی دیگر مغربی عیسائی قوم سب ایک ایجنڈے پر متفق ہیں کہ خطے میں اسرائیل کی بالادستی قائم رہے اور کوئی عرب ریاست اس کی بالادستی کو چیلنج کرنے کے قابل نہ رہے۔ اسی ایجنڈے پر عمل پیرا ہوتے ہوئے مشرق وسطیٰ میں یکے بعد دیگرے مسلم ملکوں کو ٹارگٹ کیا جا رہا ہے۔ ورنہ اگر سامراجی قوتوں کو شام اور عراق میں انسانی جانیں ضائع ہونے کا احساس ہوتا تو وہ فلسطین میں مسلمانوں پر اسرائیل کے ظلم و ستم پر مجرمانہ چشم پوشی نہ کرتیں اگر ان کو انسانی حقوق کے تحفظ کا اتنا ہی خیال ہوتا تو وہ کشمیر میں بھارتی درندوں کے ظلم و ستم اور بربریت کا شکار نہتے کشمیریوں کے حق خود ارادیت کے لئے اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عملدرآمد کے لئے اپنا مثبت اور موثر کردار ادا کرتیں۔ لیکن اُن کے خبث باطن کی وجہ سے ایسا نہیں ہوا۔ چونکہ سامراجی قوتیں اسلام دشمن ایجنڈے پر متفق و متحد ہیں اس لئے ان سے کسی خیر کی توقع رکھنا عبث اور لاحاصل ہے۔

ایک وقت تھا کہ مسلمانوں کی عظمت و سطوت کے ڈنکے چار دانگ عالم میں گونجتے تھے۔ قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں لرزہ براندام تھیں۔ جنگ عظیم اول سے قبل مسلمانوں کی عظمت، سلطنت عثمانیہ کا طرۂ امتیاز تھی جو سامراجی اور طاغوتی قوتوں کو ہضم نہیں ہو رہی تھی۔ لہٰذا اُنہوں نے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت جنگ عظیم اول کے بعد سلطنت عثمانیہ کے حصے بخرے کر کے مسلمانوں کی طاقت و قوت کو پارہ پارہ کر دیا۔ مشرق وسطیٰ میں چھوٹی چھوٹی بادشاہتیں قائم کر کے وہاں اقوام مغرب کے وفاداروں کو اقتدار سونپا گیا۔ پھر دوسری جنگ عظیم کے بعد کمیونسٹ نظریہ کے حامل روس اور سرمایہ دارانہ نظام کے داعی امریکہ نے مشرق وسطیٰ میں اپنے اپنے حلقہ ہائے اثر کا تعین کر کے عرب نیشنلزم اور بعث ازم کو فروغ دے کر عرب و عجم میں دشمنی اور منافرت کے بیج بونے کی کوششیں کیں جن میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہوئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عالمی طاقتیں روس اور امریکہ دونوں میں سے کوئی بھی مسلمانوں کے ساتھ مخلص نہیں۔ دونوں کے

اپنے اپنے مفادات ہیں جن کو حاصل کرنے کے لئے وہ اس بات پر ضرور متفق ہیں کہ مسلمان ملکوں کو کسی صورت متحد و مضبوط نہ ہونے دیا جائے' حتی الامکان ان میں کٹھ پتلی حکمران مسلط کئے جائیں تاکہ من پسند پالیسیاں نافذ کرکے حسب منشاء نتائج حاصل کئے جاسکیں۔

مبصرین اور تجزیہ نگاروں کے نزدیک اب جبکہ شامی تنازعہ بڑی تیزی سے اپنے فطری انجام کی طرف بڑھ رہا ہے تو استعماری طاقتوں نے ایک اور جنگ کا اہتمام کر رکھا ہے اور وہ ہے ایران اور سعودی عرب کے مابین لڑائی' جس کے لئے نہ صرف یہ کہ سعودی حکومت کو شہہ دی جارہی ہے بلکہ اسے جدید اسلحہ اور ہتھیاروں سے لیس بھی کیا جارہا ہے تاکہ جونہی شام کا مسئلہ حل ہو ایک نیا اور طاقتور محاذ کھول دیا جائے۔ جیسا کہ ماضی میں ایران عراق جنگ کئی سالوں تک لڑی گئی۔ جس کے نتیجہ میں عراق تباہ ہوا اور ایرانی معیشت بری طرح متاثر ہوئی۔ اس تناظر میں مسلم حکمرانوں اور قائدین کو اپنی عقل و دانش اور بصیرت کے بند دروازے کھول کر سامراجی اور طاغوتی قوتوں کے عزائم کو سمجھتے ہوئے مضبوط حکمت عملی اختیار کرنا چاہیے۔ نیز اپنی بقاء اور سربلندی کے لئے باہمی اختلافات کو ختم کرکے باہمی اتحاد و یگانگت کا عملی نمونہ پیش کرنا چاہیے۔ حکیم الامت حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ کے نزدیک اتحاد اور خودی دو ایسے جوہر نایاب ہیں جن کی بدولت قومیں ترقی کی معراج کو چھوتی ہیں دکھ اور حیرت ہے کہ وہ قوم جس نے جہان عالم میں بے مثال بنتا تھا آج وہ انتشار' نا اتفاقی اور نا چاقی کے عذاب میں مبتلا نظر آتی ہے۔ مسلمانان عالم میں موجود بے چینی' اضطراب اور انتشار کا سامراجی قوتیں بھرپور فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ آج شام' افغانستان' عراق' فلسطین اور کشمیر سمیت کئی دیگر مسلم خطے لہو کے آنسوؤں سے اپنی بے حسی اور بے بسی پر نوحہ کناں ہیں۔

اللہ تبارک و تعالی اپنے حبیب ﷺ کے صدقے مسلمانان عالم کو مضبوط اور متحد کرتے ہوئے دشمنان اسلام کے مکروہ عزائم اور مذموم سازشوں سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

اعزازِ ربانی: مسلسل اشاعت کے اٹھائیسویں سال کی تکمیل

رشید احمد جنجوعہ یوسفی

"میری طرف سے پہنچاؤ خواہ ایک بات ہی کیوں نہ ہو" اس حدیث مبارکہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے پیر طریقت قبلہ محترم حضرت علامہ الحاج منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ نے دینِ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے 1992ء میں زیر نظر دینی رسالہ کا ماہنامہ "سید حاراستہ" کے نام سے اجراء فرمایا۔ یہ ماہنامہ اسم بامسمٰی ہے۔ یہ پڑھنے والوں کو نہ صرف یہ کہ سیدھی راہ دکھاتا ہے جبکہ پیار و محبت کا درس بھی دیتا ہے۔ اُسوۂ رسول ﷺ کی اتباع و پیروی میں اپنی اصلاح کرنے کی ترغیب کے علاوہ اس باب پر بھی زور دیتا ہے کہ ہر مسلمان کو اپنے قول و فعل سے بھی عاشقِ رسول ﷺ نظر آنا چاہئے۔ آج کے سیکولر، نام نہاد روشن خیال اور پُرفتن دور میں ماہنامہ سید حاراستہ بفضلہٖ تعالیٰ ایسا کردار ادا کر رہا ہے جو ایک "شمع" تاریک رات کے اندھیرے میں کرتی ہے۔

خدا کرے اس کا زورِ بازو اور زیادہ

ماہنامہ سید حاراستہ اپنی نہایت سادہ اور عام فہم طرزِ تحریر کی وجہ سے قارئین کرام کے دل و دماغ میں گھر کر رہا ہے جس کے نتیجہ میں لوگوں کی زندگیاں سنور رہی ہیں اور خوبصورت انقلاب برپا ہو رہا ہے۔ اسلامی تعلیمات سے آگاہی کی برکت سے لوگوں کے طرزِ زندگی اور آدابِ معاشرت میں نمایاں تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ اس ماہنامہ کی سب سے نمایاں خوبی اس کا منفرد اسلوبِ تحریر ہے۔ اس میں ہر بات اور مسئلہ قرآن کریم فرقان حمید اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کیا جاتا ہے جس سے قارئین کرام کے قلوب و اذہان میں کسی قسم کے ابہام یا اعتراض کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ ماہنامہ سید حاراستہ دیگر مکاتبِ فکر کے لوگ بھی پڑھ کر استفادہ کر رہے ہیں اور نظریاتی و اعتقادی لحاظ سے سنور رہے ہیں۔ مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ سید حاراستہ نہ صرف یہ کہ تقریری تبلیغ کے قائل ہیں بلکہ تحریری اور عملی جد و جہد کے داعی بھی ہیں۔ ان کے نزدیک خدائے وحدہٗ لاشریک کی بندگی اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ لہٰذا ان کی ادارت میں ماہنامہ سید حاراستہ ہٰذا کی اشاعت کا مقصد بھی اللہ ﷻ کی بندگی اور خاتم النبیین حضور سیدنا نبی کریم ﷺ سے عشق و محبت کی ترویج ہے کیونکہ بقول مصورِ پاکستان حکیم الامت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ:

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

آج یہ مقامِ مسرت و شکر ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم، سرورِ کائنات حضرت سیدنا محمد ﷺ کے صدقے، امینِ علمِ لدنی پیر طریقت الحاج یوسف علی نگینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیضانِ نظر اور قارئین کرام کی عقیدت اور پُرجوش تعاون سے ماہنامہ سید حاراستہ اپنی مسلسل اشاعت کے ستائیس سال مکمل کر کے اٹھائیسویں سال میں داخل ہو چکا ہے۔

قارئین کرام کے قلوب و اذہان کو دینِ اسلام کی تعلیمات سے منور کر رہا ہے۔ اس کارِ خیر کے لئے ماہنامہ ہٰذا کی انتظامیہ مبارکباد کی مستحق ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب حضرت سیدنا محمد ﷺ کے صدقے مدیرِ اعلیٰ اور انتظامیہ کو صحت و تندرستی والی زندگیاں عطا فرمائے اور ان کی مساعی جمیلہ کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمائے۔ (آمین)

اندازِ بیاں گرچہ میرا شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ وہ اپنے خیالات و تجاویز اور آراء سے نوازتے رہا کریں تاکہ ان کی روشنی میں ماہنامہ کو مزید بہتر اور فعال بنایا جا سکے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

افادات
پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی
منظورِ نظر واجد کیفی حضرت قبلہ سائیں مولانا
حاجی محمد یوسف علی نگینہ
صاحب علیہ الرحمہ

تفسیر یوسفی

ترتیب
منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)
مدیر اعلیٰ ماہنامہ ’’سیدھا راستہ‘‘ لاہور

لَتُبْلَوُنَّ فِیْٓ اَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ قف وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْٓا اَذًی کَثِیْرًا ط وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ o (آل عمران:186)

’’بے شک تمہاری ضرور آزمائش ہوگی تمہارے مالوں اور جانوں میں 1 اور بے شک تم ضرور اگلے کتاب والوں اور مشرکوں سے بہت کچھ برا سنو گے اور اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے‘‘۔

یہ آیت مقدسہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کے اس ارشاد مقدس کی طرح ہے جس میں فرمایا گیا ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ط.... (البقرۃ:155) ’’اور ہم ضرور انہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں کی پھلوں کی کمی سے‘‘۔

ای لَا بُدَّ اَنْ یَّبْتَلِیَ الْمُؤْمِنَ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ مَّالِہٖ اَوْ نَفْسِہٖ اَوْ وَلَدِہٖ اَوْ اَھْلِہٖ وَیُبْتَلَی الْمُؤْمِنُ عَلٰی قَدْرِ دِیْنِہٖ فَاِنْ کَانَ فِیْ دِیْنِہٖ صَلَابَۃٌ زِیْدَ فِی الْبَلَاءِ 2 ’’یہ ضروری ہے کہ مومن کو اس کے مال، جان، اولاد اور اس کے اہل وعیال میں سے کسی ایک چیز کے ساتھ آزمایا جائے اور یہ آزمائش بقدرِ ایمان ہوتی ہے۔ ایمان قوی ہو تو آزمائش بھی قوی ہوتی ہے‘‘۔

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْٓا اَذًی کَثِیْرًا ط ’’اور بے شک تم ضرور اگلے کتاب والوں اور مشرکوں سے بہت کچھ برا سنو گے‘‘ (جیسے بے جا طعن و تشنیع اور بہتان لگانا۔ اس سے معلوم ہوا سارے کافر مسلمانوں کے دشمن ہیں۔) پھر تسلی دیتے ہوئے فرمایا: وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ o ’’اور اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو تو یہ بہت بڑی ہمت کی بات ہے‘‘۔

مذکورہ بالا آیت مقدسہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت ابن ابی حاتم علیہ الرحمہ حضرت ابن جریج علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہیں: یُعْلِمُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْ سَیَبْتَلِیْھِمْ فَیَنْظُرُ کَیْفَ صَبْرُھُمْ عَلٰی دِیْنِھِمْ 3 ’’اس آیت مبارکہ میں اللہ (ﷻ) نے مومنین کو آگاہ فرمایا ہے کہ وہ انہیں آزمائے گا وہ ظاہر فرمائے گا کہ وہ دین میں کیسے صبر کرتے ہیں؟‘‘۔

حضرت سیدنا زہری علیہ الرحمہ سے روایت ہے: ھُوَ کَعْبُ ابْنُ الْاَشْرَفِ وَکَانَ یُحَرِّضُ الْمُشْرِکِیْنَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ وَاَصْحَابِہٖ فِیْ شِعْرِہٖ وَیَھْجُوا النَّبِیَّ ﷺ وَاَصْحَابَہٗ 4 ’’اَلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ سے مراد کعب بن اشرف ہے وہ اپنے اشعار کے ذریعے مشرکین کو سید الانبیاء حضور سیدنا نبی اللہ ﷺ اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) پر حملہ آور ہونے کے لئے بھڑکاتا تھا اور وہ (پلید شخص) ختم المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی ہجو کرتا تھا‘‘۔

---

1 جیسے زکوٰۃ و جہاد کا فرض ہونا اور دنیا میں آفات جان اور مال پر آنا پہلے سے اس لئے اطلاع فرمادی گئی تاکہ یہ چیزیں آسان ہو جائیں۔ 2 ابن کثیر جلد 1 ص 274۔ 3 ابن ابی حاتم جلد 2 ص 315، درمنثور جلد 2 ص 401، ابن جریر جلد 3 ص 542۔ 4 ابن ابی حاتم جلد 2 ص 316، درمنثور جلد 2 ص 401، ابن جریر جلد 3 ص 542۔

حضرت ابن جریج علیہ الرحمہ سے یہ تفسیر نقل ہے کہ اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں: فَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ يَسْمَعُوْنَ مِنَ الْيَهُوْدِ قَوْلَهُمْ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَالنَّصَارٰى قَوْلَهُمُ الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ يَنْصِبُوْنَ لَهُمُ الْحَرْبَ وَيَسْمَعُوْنَ اِشْرَاكَهُمْ بِاللّٰهِ [5] "مسلمان یہودیوں سے بات سنتے تھے کہ (حضرت سیدنا) عزیر (علیہ السلام) اللہ (ﷻ) کے بیٹے ہیں (نعوذ باللہ) اور نصاریٰ سے سنتے تھے کہ (حضرت سیدنا) مسیح عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) اللہ (ﷻ) کے بیٹے ہیں (نعوذ باللہ)۔ مسلمانوں کو ان کی وجہ سے جنگوں کا سامنا کرنا پڑتا اور مسلمان یہ بھی سنتے کہ وہ اللہ (ﷻ) کا شرک کرتے ہیں"۔

حضرت سیدنا حسن البصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اَمَرَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْ يَّصْبِرُوْا عَلٰى مَا اٰذَاهُمْ فَقَالَ اٰذَاهُمْ زَعَمَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ يَا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ لَهُنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ نَحْنُ اَوْلٰى بِاللّٰهِ مِنْكُمْ اَنْتُمْ ضُلَّالٌ فَاُمِرُوْا اَنْ يَّمْضُوْا وَيَصْبِرُوْا [6] "اللہ (ﷻ) نے ایمان والوں کو حکم فرمایا کہ وہ ان (یہود و نصاریٰ) کی باتوں پر صبر کریں۔ وہ کہتے تھے اے اصحاب محمد ﷺ! تم کچھ بھی نہیں ہو، ہم تم سے اللہ (ﷻ) کے ہاں بہتر ہیں، تم گمراہ ہو تو مسلمانوں کو حکم فرمایا گیا کہ تم اپنا کام جاری رکھو اور صبر کرو"۔

حضرت ابن ابی حاتم علیہ الرحمہ سے روایت نقل ہے کہ فَاِنَّ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ سے مراد یہ ہے: هٰذَا الصَّبْرُ عَلَى الَّذِیْ فِى الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ يَعْنِىْ فِىْ حَقِّ الْاُمُوْرِ الَّتِىْ اَمَرَ اللّٰهُ [7] "ان اذیت پر صبر کرنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سے ہے یعنی یہ ان امور میں سے ہے جن کا اللہ (ﷻ) نے حکم فرمایا ہے"۔

حضرت سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى قَطِيْفَةٍ فَدَكِيَّةٍ وَاَرْدَفَ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَرَآءَهٗ يَعُوْدُ سَعْدَ ابْنَ عُبَادَةَ فِىْ بَنِى الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ قَالَ حَتّٰى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلٍ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يُّسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ فَاِذَا فِى الْمَجْلِسِ اَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَعَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَفِى الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّآبَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ اَنْفَهٗ بِرِدَآئِهٖ ثُمَّ قَالَ لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ اِلَى اللّٰهِ وَقَرَاَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلٍ اَيُّهَا الْمَرْءُ اِنَّهٗ لَا اَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ اِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِيْنَا بِهٖ فِىْ مَجَالِسِنَا ارْجِعْ اِلٰى رَحْلِكَ فَمَنْ جَآءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاغْشَنَا بِهٖ فِىْ مَجَالِسِنَا فَاِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتّٰى كَادُوْا يَتَثَاوَرُوْنَ فَلَمْ يَزَلِ النَّبِىُّ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَنُوْا ثُمَّ رَكِبَ النَّبِىُّ ﷺ دَآبَّتَهٗ فَسَارَ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ النَّبِىُّ ﷺ يَا سَعْدُ اَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ اَبُوْ حُبَابٍ يُرِيْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ عَنْهُ فَوَالَّذِىْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَآءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ الَّذِىْ نَزَلَ عَلَيْكَ لَقَدِ اصْطَلَحَ اَهْلُ هٰذِهِ الْبُحَيْرَةِ عَلٰى اَنْ يُّتَوِّجُوْهُ فَيُعَصِّبُوْنَهٗ بِالْعِصَابَةِ فَلَمَّا اَبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِىْ اَعْطَاكَ اللّٰهُ شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهٖ مَا رَاَيْتَ فَعَفَا

---

[5] ابن ابی حاتم جلد 2 ص 316، درمنثور جلد 2 ص 401، ابن جریر جلد 3 ص 542۔ [6] ابن ابی حاتم جلد 2 ص 316، درمنثور جلد 2 ص 401۔ [7] ابن ابی حاتم جلد 2 ص 316، درمنثور جلد 2 ص 401۔

عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَاَصْحَابُهُ يَعْفُوْنَ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا اَمَرَهُمُ اللّٰهُ وَيَصْبِرُوْنَ عَلَى الْاَذٰى قَالَ اللّٰهُ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا اَلْاٰيَةَ وَقَالَ اللّٰهُ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَاَوَّلُ فِي الْعَفْوِ مَا اَمَرَهُ اللّٰهُ بِهٖ حَتّٰى اَذِنَ اللّٰهُ فِيْهِمْ فَلَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَدْرًا فَقَتَلَ اللّٰهُ بِهٖ صَنَادِيْدَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ اُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ وَمَنْ مَّعَهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَعَبَدَةِ الْاَوْثَانِ هٰذَا اَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَبَايِعُوا الرَّسُوْلَ ﷺ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاَسْلَمُوْا 8

"(شفیع المذنبین حضور سیدنا) رسول اللہ ﷺ دراز گوش پر سوار ہوئے جس پر فدک کی موٹی چادر پڑی ہوئی تھی اور اپنے پیچھے (حضرت سیدنا) اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) کو بٹھایا تھا اس حال میں کہ آپ ﷺ قبیلہ بنو حارث بن خزرج میں (حضرت سیدنا) سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) کی بیمار پرسی کرنا چاہتے تھے۔ (حضرت سیدنا) اسامہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: آپ ﷺ ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں عبداللہ بن ابی بن سلول مشہور منافق تھا۔ عبداللہ بن ابی کے اسلام ظاہر کرنے سے پہلے کا یہ واقعہ ہے۔ اتفاقاً اس مجلس میں ملے جلے لوگ مسلمان، مشرک، بُت پرست اور یہودی تھے۔ اس مجلس میں (حضرت سیدنا) عبداللہ بن رواحہ (مداح رسول ﷺ) بھی تھے۔ جب دراز گوش کے چلنے سے غبار نے مجلس کو ڈھانپا تو عبداللہ بن ابی نے اپنی چادر سے اپنی ناک کو ڈھانپ لیا پھر کہا ہم پر غبار نہ اڑاؤ! (خاتم النبیین حضور سیدنا) رسول اللہ ﷺ نے اُن لوگوں کو سلام فرمایا (اُن میں جو مسلمان تھے اُن کی نیت سے) پھر آپ ﷺ ٹھہر گئے اور سواری سے اُترے اور اُن کو اسلام کی دعوت دی اور اُن پر قرآن مجید پڑھا۔ عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا جو آپ (ﷺ) فرماتے ہیں اس سے اچھی کوئی چیز نہیں اگر یہ حق ہے تو ہمیں اس مجلس میں اذیت نہ پہنچائیں اپنے گھر جائیں اور جو کوئی آپ ﷺ کے پاس آئے اُس سے یہ بیان کریں۔ (حضرت سیدنا) عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! ہماری مجلسوں میں آپ ﷺ ضرور تشریف فرما ہوں ہم اسے پسند کرتے ہیں (یہ سن کر) مسلمانوں، بت پرستوں، مشرکوں اور یہودیوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں حتیٰ کہ قریب تھا کہ اُن میں ہاتھا پائی ہو جائے۔ (سرور کائنات حضور سیدنا) رسول اللہ ﷺ اُن کو خاموش کرواتے رہے حتیٰ کہ وہ چپ ہو گئے پھر (امام الانبیاء حضور سیدنا) رسول اللہ ﷺ دراز گوش پر سوار ہو کر تشریف لے گئے اور (حضرت سیدنا) سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس پہنچے اور فرمایا: اے سعد! تم نے سنا نہیں کہ ابو حباب نے کیا کہا ہے؟ آپ ﷺ کی مراد عبداللہ بن ابی تھا۔ (حضرت سیدنا) سعد (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اس کو معاف فرمائیں اور درگزر فرمائیں (وہ حاسد اور نفس پرست ہے) اُس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ پر قرآن مجید نازل فرمایا۔ اللہ (عزوجل) کی طرف سے حق آیا جو اللہ (عزوجل) نے آپ ﷺ پر نازل فرمایا (رسالت) اب حال یہ ہے کہ اس شہر والوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اُس کے سر پر تاج رکھیں اور اس کو اپنا رئیس اور سردار بنائیں۔ جب اللہ (عزوجل) نے حق کے سبب جو آپ ﷺ کو عطا فرمایا اس کی ریاست کا انکار کیا تو اس کے باعث اس نے یہ بری بات کی جو آپ ﷺ نے دیکھا ہے۔ (خاتم المرسلین حضور سیدنا) رسول اللہ ﷺ نے اس کو معاف فرما دیا۔ (معلم انسانیت حضور سیدنا) رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ (کرام رضی اللہ عنہم) مشرکوں اور اہل کتاب کی آزار کن باتیں معاف فرما دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ اللہ (عزوجل) نے اُن کو حکم فرمایا ہے اور وہ اُن کی اذیتوں پر صبر کرتے تھے۔ اللہ (عزوجل) فرماتا ہے: لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا "تم اُن لوگوں سے جنہیں کتاب

8۔ ابن کثیر جلد 1 ص 374، بخاری حدیث نمبر 4566، فتح الباری جلد 8 ص 291، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 9 ص 10۔

دی گئی تم سے پہلے اور ان لوگوں سے جنھوں نے اللہ (ﷻ) کا شریک بنایا بہت اذیت کی باتیں سنو گے اور اللہ (ﷻ) نے فرمایا: وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم "اور بہت کتابیوں نے چاہا کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں اپنے دلوں کی جلن سے۔ بعد اس کے کہ حق اُن پر خوب ظاہر ہو چکا ہے) اور (رحمۃ للعالمین حضور سیدنا) رسول اللہ ﷺ کافروں کی تکلیف کے معاف کرنے میں اسی طرف میلان فرماتے تھے جس کا اللہ (ﷻ) نے آپ ﷺ کو حکم فرمایا ہے یعنی صبر کا"۔ 9 یہاں تک کہ اللہ (ﷻ) نے اُن کے بارے میں آپ ﷺ کو اجازت دی (جنگ کی) جب (قائد المرسلین حضور سیدنا) رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر میں کفار کو شکست دی اور اللہ (تبارک وتعالیٰ ﷻ) نے کفار قریش کے سرداروں کو قتل کیا تو عبد اللہ بن ابی بن سلول اور اُس کے ساتھی مشرکوں اور بت پرستوں نے کہا یہ امر (یعنی اسلام) غالب آ گیا ہے۔ اب (شمس العارفین حضور سیدنا) رسول اللہ ﷺ کی بیعت کر لو پس وہ بظاہر مسلمان ہو گئے"۔

حضرت سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ يَعْفُونَ عَنِ الْمُشْرِكِينَ وَأَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا أَمَرَهُمُ اللَّهُ وَيَصْبِرُونَ عَلَى الْأَذَى حَتَّى أَذِنَ اللَّهُ لَهُمْ 10 "(حبیبِ کبریاء حضور سیدنا) رسول اللہ ﷺ اور صحابہ (کرام ﷢) اللہ (ﷻ) کے اس حکم کے مطابق مشرکین اور کفار کو معاف کر دیتے تھے اور اُن کی ایذا رسانیوں پر صبر کرتے تھے اور اللہ (ﷻ) کے اس فرمان پر عمل کرتے رہے یہاں تک کہ اُن کے خلاف جہاد کی اجازت فرما دی گئی"۔

---

9 اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے جو شخص بھی حق کی دعوت دیتا ہے یا نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے تو یہ لازمی امر ہے کہ لوگ اسے اذیت پہنچاتے ہیں اور اس کا صبر اللہ ﷻ سے طلب مدد اور اس کی بارگاہ اقدس میں رجوع بہت بڑی حمایت اور فضل رب العالمین ہے۔ 10 ابن کثیر جلد 1 ص 374۔

ہفتہ وار تعلیمی وتربیتی اجتماع

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور نبی اللہ ﷺ کی عنایت سے ہر ہفتہ کو بعد از نماز مغرب جامع مسجد نگینہ A-977' بلاک بی III گجر پورہ سکیم لاہور میں دینی بھائیوں کو دعوت وتبلیغ کا طریقہ کار سکھانے کیلئے تربیتی وتعلیمی اجتماع ہوتا ہے آپ تمام محبان اسلام اور عشاقان مصطفیٰ ﷺ کو شرکت کی دعوت ہے۔

خصوصی بیان: خادم دین اسلام منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

الداعی الی الخیر: انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب

042-36880027-28,0300-4274936

مجھے دینِ اسلام سے پیار ہے

FOUR SEASON FASHION

نئے ڈیزائن

لیڈیز ایمبرائیڈری کی ورائٹی دستیاب ہے

ہر موسم کی مناسبت سے ورائٹی دستیاب ہے

حاجی محمد ریاض 042-37634970

محمد یونس یوسفی 0324-8456670

80-P.S شالیمار بازار، اعظم کلاتھ مارکیٹ لاہور

درسِ حدیث شریف

از قلم: خادم دین اسلام منیر احمد یوسفی (ایم۔ اے)

ریڈیو پاکستان اسلام آباد سے نشر ہوا۔

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا خَطَبَ اِلَیْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِیْنَهٗ وَخُلُقَهٗ فَزَوِّجُوْهُ اِنْ لَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ کَبِیْرٌ 1 "حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' خاتم الانبیاء حضرت سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مقدس فرمایا: جب تمہیں وہ شخص نکاح کا پیغام دے جس کا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہیں تو اس سے نکاح کر دو اگر ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑی خرابی پیدا ہوگی"۔

اس حدیث شریف میں عورت کے اولیاء اور قریبی رشتہ داروں سے خطاب ہے۔ چونکہ عادۃً عورت' خصوصاً غیر شادی شدہ لڑکی کے ولی سے نکاح کی گفت وشنید کی جاتی ہے' اس لئے اُن سے خطاب فرمایا گیا ہے۔ اس سے پتا چلا مناسب اور صحیح یہی ہے کہ لڑکے والے پیغام دیں اگرچہ لڑکی والوں کے لئے بھی پیغام دینا جائز ہے۔

اس حدیث شریف میں یہ بات بھی واضح ہو رہی ہے کہ محض مال کی ہوس اور لکھ پتی کے انتظار میں جوان لڑکی کے نکاح میں دیر نہ کریں۔ اگر مال دار لڑکوں کے انتظار کی وجہ سے لڑکیوں کے نکاح نہ کئے گئے تو بہت سے لڑکے اور لڑکیاں بغیر شادی کے رہ جائیں گیں اور بُرائی پھیلے گی۔ خاندان آپس میں لڑیں گے اور کئی جگہ شرافت کے جنازے بھی نکل جائیں گے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' امام الانبیاء حضرت سیدنا نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ذی شان بھی ہے: یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَةَ فَلْیَتَزَوَّجْ 2 "جو کوئی نکاح کے اخراجات پر قدرت رکھتا ہو وہ نکاح کرے"۔ اس ارشاد مبارک میں بھی کثرت مال کی بجائے صرف نکاح کی استطاعت کو فوقیت دی گئی ہے۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' سید الثقلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَی اللّٰهِ عَوْنُهُمُ الْمُکَاتَبُ الَّذِیْ یُرِیْدُ الْاَدَاءَ وَالنَّاکِحُ الَّذِیْ یُرِیْدُ الْعَفَافَ وَالْمُجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ 3 "تین ایسے اشخاص ہیں جن کی مدد فرمانا اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے: (1) وہ مکاتب غلام جو (رقم کے) ادا کا ارادہ رکھتا ہو۔ (2) وہ جو نکاح کرنے سے پاک دامنی کا ارادہ کرے اور (3) اللہ (ﷻ) کی راہ میں جہاد کرنے والا غازی"۔

دین دار' اچھے اخلاق والے اور نورِ ایمان سے منور پیارے پیارے کلمہ پڑھنے والے خوش نصیبوں کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ اپنے اخلاق کا مظاہرہ عملی طور پر کریں۔

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' سرورِ کون ومکاں حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَهْلِیْ وَاِذَا مَاتَ صَاحِبُکُمْ فَدَعُوْهُ 4

1 ترمذی حدیث نمبر 1084' ابن ماجہ حدیث نمبر 1967' مشکوٰۃ حدیث نمبر 3090' مرقاۃ جلد 6 ص 246' کنز العمال حدیث نمبر 44702۔ 2 بخاری حدیث نمبر 5066' مسلم حدیث نمبر 2046' ترمذی حدیث نمبر 1845' نسائی حدیث نمبر 2242' ابن ماجہ حدیث نمبر 1845' دارمی حدیث نمبر 2165' مسند احمد جلد 1 ص 432' مشکوٰۃ حدیث نمبر 3080' مرقاۃ جلد 6 ص 237۔ 3 مشکوٰۃ ص 267 حدیث نمبر 3089' مرقاۃ جلد 6 ص 246' مستدرک حاکم جلد 2 ص 174 (با اختلاف الفاظ) الترغیب والترہیب جلد 2 ص 280' ترمذی جلد 1 ص 295 حدیث نمبر 1655' ابن ماجہ ص 184' نسائی حدیث نمبر 3218' مرقاۃ جلد 6 ص 246۔ 4 ترمذی حدیث نمبر 3895' ابن ماجہ حدیث نمبر 1977' دارمی جلد 2 ص 159' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 7 ص 278' مجمع الزوائد جلد 4 ص 303' جلد 9 ص 174' المعجم الکبیر للطبرانی جلد 19 ص 363' ابن حبان حدیث نمبر 1312-1315' الترغیب والترہیب جلد 3 ص 40' مشکوٰۃ حدیث نمبر 3252-3253' مرقاۃ جلد 6 ص 368' مستدرک حاکم جلد 3 حدیث نمبر 311' کنز العمال حدیث نمبر 44989-44943' 44941۔

"تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے لئے اچھا ہو اور میں تم سب میں سے اپنے اہل وعیال کے لئے سب سے اچھا ہوں۔ جب تمہارا کوئی ساتھی فوت ہو جائے تو اس کے متعلق (بری باتیں کرنا) چھوڑ دو"۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں امام المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَاِذَا شَهِدَ اَمْرًا فَلْيَتَكَلَّمْ بِخَيْرٍ اَوْ لِيَسْكُتْ وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا 5 "جو شخص اللہ (عزوجل) اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے جب کوئی معاملہ درپیش ہو تو بھلائی کی بات کرے یا خاموش رہے۔ اور (لوگو!) عورتوں کے حق میں خیر اور بھلائی کی بات قبول کرو"۔

حضرت سیدنا اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے (ام المومنین) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا: "امام الانبیاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ گھر میں کیا کرتے؟" (ام المومنین) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: كَانَ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ 6 "آپ ﷺ گھر کے کام کاج میں مصروف رہتے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے"۔ دین دار اور اچھے اخلاق والے شخص کی تربیت اور بھلائی میں۔

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں خاتم النبیین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَنْفِقْ عَلٰى عِيَالِكَ مِنْ طَوْلِكَ وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ اَدَبًا وَاَخِفْهُمْ فِى اللّٰهِ 7 "اپنی استطاعت کے مطابق اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو اور انہیں تعلیم دینے کے لئے محبت کے عصا سے بے نیاز نہ ہو اور انہیں اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) سے ڈرنے کی تاکید کرتے رہو"۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں سید العالمین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: كَفٰى اِثْمًا اَنْ يَّحْبِسَ عَمَّنْ يَّمْلِكُ قُوْتَهٗ 8 "آدمی کو (ہلاک کرنے کے لئے) اتنا ہی گناہ کافی ہے کہ جس کا خرچ اس کے ذمہ ہے اسے خرچ نہ دے"۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں شفیع المذنبین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰى اَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَآءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَآءِ 9 "قیامت کے روز تمہیں ایک دوسرے کے حقوق ضرور ادا کرنے پڑیں گے یہاں تک کہ (اگر سینگ والی بکری نے بے سینگ بکری کو مارا ہو گا تو) سینگ والی بکری سے بدلہ بھی لیا جائے گا"۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں امام المرسلین حضور سیدنا رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهَا تَصْعَدُ اِلَى السَّمَآءِ كَاَنَّهَا شَرَارَةٌ 10 "مظلوم کی بددعا سے بچو۔ مظلوم کی بددعا (اس تیزی سے) آسمانوں پر پہنچتی ہے جس تیزی سے آگ کا شعلہ بلند ہوتا ہے"۔

حضرت سیدنا حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں: اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ مَا حَقُّ الْمَرْاَةِ عَلَى الزَّوْجِ؟ قَالَ: اَنْ يُّطْعِمَهَا اِذَا طَعِمَ وَاَنْ يَّكْسُوَهَا اِذَا اكْتَسٰى وَلَا يَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا يُقَبِّحْ 11 ایک شخص نے رسول رحمت حضور سیدنا

5 السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 7 ص 295 'کنز العمال حدیث نمبر 44302۔ 6 مسند احمد جلد 6 ص 49۔ 7 مسند احمد جلد 5 ص 238۔ 8 درمنثور جلد 3 ص 215۔ 9 مشکوٰۃ حدیث نمبر 5128 'مرقاۃ جلد 9 ص 315 'مسلم حدیث نمبر 2582 'ترمذی حدیث نمبر 2420 'مسند احمد جلد 2 ص 372-235-301 'السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 6 ص 93 'ادب المفرد حدیث نمبر 182 'قرطبی جلد 3 ص 6 'حدیث نمبر 421 'الترغیب والترہیب جلد 4 ص 401۔ 10 مستدرک حاکم جلد 1 حدیث نمبر 29۔ 11 ابن ماجہ حدیث نمبر 1850 'السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 7 ص 295 'مستدرک حاکم جلد 2 حدیث نمبر 188

رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: "بیوی کا خاوند پر کیا حق ہے؟" آپ ﷺ نے ارشادِ عظیم فرمایا: "جب وہ جو خود کھائے تو اُسے بھی کھلائے جب خود پہنے تو اُسے بھی پہنائے اور اُس کے چہرے پر نہ مارے (اور اُس پر ہاتھ نہ اُٹھائے) اور اُسے گالی نہ دے"۔

حضرت سیدنا عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رحمۃ للعالمین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **مَا اَعْطَی الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهُ فَهُوَ صَدَقَةٌ** 12 "شوہر بیوی پر جو بھی خرچ کرتا ہے وہ صدقہ ہے"۔

حضرت سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ **لَقَدْ رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی عُثْمَانَ ابْنِ مَظْعُوْنٍ رضی اللہ عنہ التَّبَتُّلَ وَلَوْ اَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا** 13 "(حبیبِ کبریا حضور سیدنا) رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو عورتوں سے الگ رہنے کی اجازت نہ دی اگر آپ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دیتے تو ہم (کوئی دوا وغیرہ کھا کر) اپنے آپ کو نامرد کر لیتے"۔

اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں خاتم النبیین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اِنَّ مِنْ اَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَاَلْطَفُهُمْ بِاَهْلِهِ** 14 "ایمان والوں میں کامل ایمان والا وہ ہے جو سب سے اچھے اخلاق والا اور اپنے بال بچوں پر مہربان ہو"۔ (اچھا برتاؤ کرنے والا ہو)۔

اسی طرح حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں خاتم النبیین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ** 15 "مومنوں میں سے کامل ترین مومن اچھے اخلاق والا ہے اور تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں سے بہتر سلوک کرتا ہے"۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں شفیع المذنبین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: **لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ** 16 "ایماندار مرد (شوہر) ایماندار عورت (یعنی بیوی) کو دشمن نہ رکھے اگر اُسے عورت کی ایک عادت یا ایک فعل ناپسند ہوگا تو اُس کی دوسری عادت یا فعل پسند ہوگا۔ کیونکہ کسی بھی آدمی کے تمام اخلاق اور اعمال بُرے نہیں ہوتے اگر ان میں کچھ بُرے ہوں تو کچھ دوسرے اچھے بھی ہوں گے۔ مرد وہی اچھے اخلاق و اعمال پیشِ نظر رکھے راضی رہے اور صبر کرے۔ حسنِ معاشرت، صحبت کے برقرار رکھنے اور صبر و قناعت پر قائم رہے۔

حضرت سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں سید الثقلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اِذَا اَعْطَى اللّٰهُ اَحَدَكُمْ خَيْرًا فَلْيَبْدَاْ بِنَفْسِهِ وَاَهْلِ بَيْتِهِ** 17 "جب اللہ (ﷻ) تم میں سے کسی کو بہت مال عطا فرمائے تو اُسے چاہیے کہ اپنی ذات اور اپنے گھر والوں سے خرچ

(باقی صفحہ نمبر 21 کالم نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں)

---

12 مسند احمد جلد 4 ص 179، مجمع الزوائد جلد 3 ص 119، در منثور جلد 1 ص 338، کنز العمال حدیث نمبر 16322۔ 13 ابن ماجہ حدیث نمبر 1849۔ 14 مسند احمد جلد 6 ص 47، الترغیب والترہیب جلد 3 ص 49-403، مشکوٰۃ حدیث نمبر 3263، کنز العمال حدیث نمبر 5135، ترمذی حدیث نمبر 2612۔ 15 مشکوٰۃ ص 282، دارمی جلد 2 ص 323، مسند احمد جلد 2 ص 250، مجمع الزوائد جلد 4 ص 303، الترغیب والترہیب جلد 3 ص 49-411، ابوداؤد حدیث نمبر 4682، کنز العمال حدیث نمبر 5130، ابن حبان حدیث نمبر 1311-1926۔ 16 مسلم حدیث نمبر 3645، مشکوٰۃ حدیث نمبر 3240، مرقاۃ جلد 6 ص 357، الترغیب والترہیب جلد 3 ص 59، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 7 ص 295، مسند ابو عوانہ جلد 2 ص 329۔ 17 مسلم حدیث نمبر 1454، مشکوٰۃ حدیث نمبر 3343، مرقاۃ جلد 6 ص 468، مسند احمد جلد 5 ص 86، 89، کنز العمال حدیث نمبر 16237

ساتواں کشفِ حجاب
روزے کے بیان میں

ماخوذ از: کشف المحجوب (فارسی)

ایڈیٹنگ: ادارہ ماہنامہ سید حا راستہ

اللہ تعالیٰ ارشادِ عظیم فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ (البقرۃ:183) "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں"۔

حضور سید الانبیاء ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ حق جل جلالہ فرماتا ہے: اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ [1] "روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا"۔ اس لئے کہ روزہ وہ باطنی عبادت ہے جس کا ظاہر سے کوئی تعلق نہیں اور کسی دوسرے کو یہ معلوم ہی نہیں ہو سکتا کہ یہ روزہ دار ہے اس بنا پر اس کی جزا بھی بے حد و حساب ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ دخولِ جنت تو رحمت کے طفیل ہوگا اور وہاں درجات عبادت کے صدقہ میں اور ہمیشہ رہنا روزے دار کے لئے ہوگا۔ کیونکہ حق تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

حضرت سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَلصَّوْمُ نِصْفُ الطَّرِیْقَةِ "روزہ آدھی طریقت ہے"۔

بکثرت مشائخ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے کہ وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور بعض مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ وہ صرف ماہِ رمضان المبارک کے روزے رکھتے تھے۔ اُن کا یہ عمل اس لئے تھا کہ ماہِ رمضان المبارک کے روزے سے ثواب حاصل ہو اور ماسوا دنوں میں روزہ نہ رکھ کر ریا کاری سے محفوظ رہیں۔ میں نے ایسے مشائخ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کو بھی دیکھا ہے کہ جن کو روزہ دار ہوتے ہوئے بھی کوئی نہ جانتا تھا کہ وہ روزے سے ہیں۔ اگر کوئی کھانا سامنے لے آتا تو کھا بھی لیتے (اور نفل روزہ افطار کر لیتے تاکہ روزہ دار ہونا معلوم نہ ہو) یہ طریق سنّتِ مبارکہ کے زیادہ موافق ہے کیونکہ اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ اور اُم المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ ختم المرسلین حضور سیدنا نبی کریم ﷺ جب ایک دن اُن کے یہاں تشریف لائے تو دونوں نے عرض کیا: اِنَّا خَبَّأْنَا لَكَ حَیْسًا قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَمَا اِنِّیْ كُنْتُ اُرِیْدُ الصَّوْمَ وَلٰكِنْ قَرِّبِیْهِ سَاَصُوْمُ یَوْمًا مَكَانَهٗ [2] "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے آپ (ﷺ) کے لئے حیس [3] رکھا ہے۔ حضور (ﷺ) نے فرمایا: میں نے تو آج روزے کا ارادہ کیا تھا لیکن لاؤ میں اس کے بدلے کل روزہ رکھ لوں گا"۔

(حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں) میں نے احادیث مبارکہ میں دیکھا ہے کہ ختم المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ ایامِ بیض یعنی چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخوں میں اور محرم الحرام کے دس دنوں میں روزے رکھا کرتے اور ماہِ رمضان المبارک اور ماہِ شعبان المعظم میں بھی روزے رکھتے تھے۔ حدیث شریف میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ آپ (ﷺ) داؤدی روزے رکھا کرتے اور اُسے خیر الصیام فرمایا کرتے تھے۔ داؤدی روزہ یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھے اور دوسرے دن افطار کرے۔

روزے کی حقیقت:

روزے کی حقیقت رُکنا ہے اور پوری طریقت اس میں پنہاں ہے روزے میں ادنیٰ درجہ بھوکے رہنا ہے کیونکہ اَلْجُوْعُ طَعَامُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ "بھوکا رہنا زمین پر اللہ ﷻ کا طعام

[1] بخاری جلد 1 ص 254-255 'ابن ماجہ ص 119 'نسائی جلد 1 ص 308 'نسائی جلد 1 ص 308 (عن علی ابن ابی طالب 'عن عبداللہ بن مسعود 'عن ابوسعید 'عن ابوہریرہ) (عن ابوسعید) نسائی عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جلد 1 ص 311 'مشکوٰۃ ص 173 حدیث نمبر 1959 'مسند احمد جلد 2 ص 260-443 'مسلم حدیث نمبر (1151-164) 'ترمذی حدیث نمبر 714۔
[2] نسائی حدیث نمبر 2327 'مسلم حدیث نمبر 1154 'ابوداؤد حدیث نمبر 2455 'ترمذی حدیث نمبر 733,734 'مسند احمد جلد 6 ص 49,207 [3] کھجور، پنیر اور گھی سے بنا ہوا کھانا۔

ہے۔ بھوکے رہنے کو شریعت اور عقل دونوں پسند کرتے ہیں۔

ہر مسلمان، عاقل، بالغ، تندرست و مقیم پر صرف ایک ماہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں جو ماہ رمضان المبارک کا چاند دیکھنے سے شوال المکرم کا چاند دیکھنے تک ہیں۔ ہر روزے کے لئے نیت درست اور ادائیگی میں صدق و اخلاص ہونا چاہیے۔

رکے رہنے کی شرائط بہت ہیں۔ مثلاً معدے کو کھانے پینے سے روکے رکھنا اور آنکھ کو شہوانی نظر، کان کو غیبت سننے، زبان کو بے ہودہ اور فتنہ انگیز باتیں کرنے اور جسم کو دنیاوی اور مخالف حکم الٰہی سے روکے رکھنا روزہ ہے۔ جب بندہ ان تمام شرائط کی پیروی کرے گا تب وہ حقیقتاً روزہ دار ہوگا۔

حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جب کوئی روزہ رکھے تو اپنے کان، آنکھ، زبان، ہاتھ اور جسم کے ہر عضو کا روزہ رکھے۔ بہت سے روزے دار ایسے ہیں جن کا روزہ کچھ فائدہ مند نہیں ہوتا بجز اس کے کہ وہ بھوکے اور پیاسے رہتے ہیں۔

(حضور سیدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) میں نے سرورِ کون و مکاں حضور سیدنا نبی اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت کی تو عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! مجھے کوئی نصیحت فرمایئے۔ حضور سیدنا نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: احبِسْ حَوَاسَّکَ "اپنے حواس کو قابو میں رکھو"۔ یہ مکمل مجاہدہ ہے۔ اس لئے کہ تمام علوم کا حصول انہی پانچ دروازوں سے ہوتا ہے۔ (1) دیکھنے سے، (2) سونگھنے سے، (3) چکھنے سے، (4) سننے سے اور (5) چھونے سے۔ یہ پانچوں حواس علم و عقل کے سپہ سالار ہیں۔ اوّل چار کے لئے تو ایک مخصوص جگہ ہے لیکن پانچواں حواس تمام بدن کے حصہ میں پھیلا ہوا ہے۔ آنکھ جو دیکھنے کی جگہ ہے وہ رنگ و بشر کو دیکھتی ہے اور کان جو سننے کی جگہ ہے وہ خبر اور آوازوں کو سنتے ہیں اور زبان ذائقہ اور چکھنے کا مقام ہے وہ مزہ اور بے مزہ کو پہچانتی ہے۔ ناک سونگھنے کا مقام ہے جو خوشبو و بدبو کا ادراک کرتی ہے لمس یعنی چھونے کے لئے کوئی مقام خاص نہیں ہے، بلکہ تمام جسم میں اس کا ادراک پھیلا ہوا ہے۔ انسان کے تمام اعضاء میں نرمی و گرمی، سختی و سردی کا احساس ہوتا ہے۔ کوئی علم ایسا نہیں ہے جسے انسان معلوم کرنا چاہے مگر وہ انہی پانچ دروازوں سے ہی حاصل کرتا ہے۔ بجز بدیہی باتوں اور حق تبارک وتعالیٰ کے الہام کے کیونکہ نہ ان میں آفت جائز ہے اور نہ ان کے لئے پانچوں حواسوں کی ضرورت ہے، ان پانچوں حواس کے لئے صفائی اور کدورت دونوں صفتیں ہیں۔ جس طرح علم و عقل اور روح کے لئے قدرت اور دخل ہے اسی طرح نفس و ہوا کے لئے بھی ہے۔ کیونکہ یہ طاعت و معصیت اور سعادت و شقاوت کے درمیان سبب آلہ مشترک ہے، چنانچہ حق تبارک وتعالیٰ کی ولایت و اختیار سمع و بصر میں یہ ہے کہ وہ سچی بات سنے اور دیکھے۔ اسی طرح نفس و ہوا کی ولایت و اختیار یہ ہے کہ وہ جھوٹی بات نہ سننے اور شہوانی نظر سے نہ دیکھنے کی خواستگار رہے اور ذائقہ و شامہ میں ولایت حق یہ ہے کہ وہ حکم الٰہی کی موافقت اور سنتِ مصطفوی ﷺ کی متابعت میں کارفرما ہو۔ نفس، فرمانِ حق کی مخالفت اور شریعت سے منافرت کا طلب گار رہتا ہے۔ اس لئے روزے دار کو لازم ہے کہ اپنے حواسوں کو قابو میں رکھے تاکہ مخالفت کے مقابلہ میں موافقت کا ظہور ہو اور وہ صحیح معنی میں روزے دار ہو۔ ورنہ کھانے پینے کا روزہ تو بچے بھی رکھ لیتے ہیں۔ اور بوڑھی عورتیں بھی رکھتی ہیں حالانکہ روزہ کا حقیقی مقصد نفسانی خواہش اور دنیاوی کھیل کود سے بچنا ہے۔ کیونکہ حق تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا یَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ... (الانبیاء:8) "اور ہم نے پیغمبروں (علیہم السلام) کے جسموں کو ایسا نہیں بنایا کہ وہ کھانا نہ کھائیں"۔ اور فرمایا: اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا... (المومنون: 115) "کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا فرمایا ہے"۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ ربّ العالمین خالق کائنات جل جلالہ فرماتا ہے: ہم نے ہر طبیعت کو کھانے کا حاجت مند بنایا اور ہر مخلوق کے لئے اس کی خاطر حیلہ بہانا پیدا فرمایا۔ لہٰذا رکنا تو کھیل کود اور حرام

چیزوں سے چاہیے نہ کہ حلال چیزوں کے کھانے سے مجھے حیرت تو اُس شخص پر ہوتی ہے جو کہتا ہے کہ میں نفلی روزہ رکھتا ہوں حالانکہ وہ فرائض کی ادائیگی سے غافل ہے چونکہ معصیت نہ کرنا فرض ہے اور نفلی روزہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے ساتھ متصل اور ملحق ہے۔ فَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ قَسْوَةِ الْقَلْبِ لہٰذا جو شخص معصیت سے بچتا ہے وہ ہر حالت میں روزے دار ہے۔

اربابِ علم بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ جس روز پیدا ہوئے تو وہ روزے سے تھے اور جس دن دنیا سے رحلت فرمائی اُس دن بھی روزہ دار تھے۔ کسی نے پوچھا: یہ کس طرح؟ بیان کیا کہ اُن کی پیدائش کا وقت صبح صادق تھا اور شام تک اُنہوں نے دودھ نہ پیا اور جب وہ دنیا سے رخصت ہوئے تو وہ روزے کی حالت میں تھے۔ یہ بات حضرت سیدنا ابوطلحہ مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی۔

صومِ وصال کا مسئلہ:

صوم وصال یعنی مسلسل اور پے در پے روزے رکھنے کے بارے میں ختم المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ سے ممانعت مروی ہے کیونکہ آپ ﷺ نے جب صوم وصال رکھا تو صحابہ کرام ﷺ نے بھی آپ ﷺ کی موافقت میں روزے رکھنے شروع کر دیے۔ ختم الانبیاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے اُن سے فرمایا: تم صوم وصال نہ رکھو کیونکہ اِنِّیْ لَسْتُ كَاَحَدِكُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ [4] "میں تم میں سے کسی کی مثل نہیں ہوں کیونکہ میں اپنے رب تبارک وتعالیٰ کے حضور رات گزارتا ہوں، وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے"۔

اربابِ مجاہدہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی یہ ممانعت شفقت و مہربانی کے لئے ہے نہ کہ نہی و ممانعت یا حرام بتانے کے لئے۔ ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ صومِ وصال سنتِ قولی کے خلاف ہے۔

حضرت سیدنا سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کی بابت منقول ہے کہ وہ ہر پندرہ دن کے بعد ایک مرتبہ کھانا کھاتے اور جب ماہِ رمضان المبارک آتا تو عید الفطر تک کچھ نہ کھاتے اس کے باوجود روزانہ رات میں چار سو رکعات نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ یہ حال انسان کی امکانی طاقت سے باہر ہے۔ بجز مشربِ الٰہی کے ایسا ہو نہیں سکتا۔ اسی کی تائید سے ممکن ہے کہ وہی تائیدِ الٰہی اُس کی غذا بن جاتی ہے، کسی کے لئے دنیاوی نعمت غذا ہوتی ہے اور کسی کے لئے تائیدِ الٰہی غذا۔

حضرت سیدنا شیخ ابونصر سراج رحمۃ اللہ علیہ جن کو "طاؤس الفقراء" کہا جاتا ہے جب ماہِ رمضان المبارک آیا تو بغداد پہنچے اور جامع مسجد شونیزیہ میں اقامت فرمائی تو اُن کو علیحدہ حجرہ دے دیا گیا اور درویشوں کی امامت اُن کے سپرد کر دی گئی، چنانچہ عید تک اُنہوں نے اُن کی امامت فرمائی اور تراویح میں پانچ ختم قرآن کئے۔ ہر رات خادم ایک روٹی اُن کے حجرے میں آ کر اُنہیں دے جاتا جب عید کا دن آیا اور وہ نماز پڑھ کر چلے گئے تو خادم نے حجرے میں نظر ڈالی تو تیسوں روٹیاں یونہی اپنی جگہ پر موجود تھیں۔

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی بابت مروی ہے کہ وہ ماہِ رمضان المبارک میں اول سے آخر تک کچھ نہ کھاتے تھے حالانکہ شدید گرمی کا زمانہ تھا اور روزانہ گندم کی مزدوری کو جایا کرتے تھے۔ جتنی مزدوری ملتی تھی وہ سب درویشوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے اور رات بھر عبادت کرتے رہتے تھے، نمازیں پڑھتے یہاں تک کہ دن نکل آتا تھا، وہ لوگوں کے ساتھ اُن کی نظروں کے سامنے رہتے تھے، لوگ دیکھا کرتے تھے کہ وہ نہ کچھ کھاتے ہیں اور نہ پیتے ہیں، رات کو سوتے بھی نہیں۔ حضرت سیدنا شیخ ابوعبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ کی بابت منقول ہے کہ جب وہ دنیا سے رخصت ہوئے تو اُنہوں نے مسلسل چالیس چلے کاٹے تھے۔

---

[4] بخاری جلد 1 ص 263 حدیث نمبر 1965، مسلم جلد 1 ص 351 حدیث نمبر 2566، مشکوٰۃ ص 175 حدیث نمبر 1986، ابوداؤد حدیث نمبر 2361، دارمی حدیث نمبر 1703، مرقاۃ جلد 4 ص 418، مسند احمد جلد 6 ص 258۔

(حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔) میں نے جنگل میں ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو ہمیشہ ہر سال دو چلے کاٹتا تھا اور جب حضرت سیدنا ابو محمد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ دنیا سے رخصت ہوئے تو میں اُن کے پاس موجود تھا' اُنہوں نے اسّی (80) دن تک کچھ نہیں کھایا تھا اور کوئی نماز بغیر جماعت کے نہیں پڑھی تھی متاخرین کے ایک درویش نے اسّی دن رات کچھ نہ کھایا اور نہ کوئی نماز بغیر جماعت کے پڑھی۔

مرو کی بستی میں دو بزرگ تھے ایک کا نام حضرت سیدنا مسعود علیہ الرحمہ اور دوسرے کا نام حضرت سیدنا شیخ ابو علی سیاہ علیہ الرحمہ تھا۔ لوگ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا شیخ مسعود علیہ الرحمہ نے دوسرے بزرگ کے پاس کہلا بھیجا کہ یہ دعوے کب تک رہیں گے؟ آؤ ہم چالیس دن ایک جگہ بیٹھیں اور کچھ نہ کھائیں۔ اُنہوں نے جواب میں کہلوایا آؤ ہم روزانہ تین مرتبہ کھائیں اور چالیس دن تک ایک وضو سے رہیں۔

یہ مسئلہ اپنی جگہ دشوار ہے۔ جاہل لوگ اس سے تعلق رکھ کر کہتے ہیں کہ صوم وصال جائز ہے اور اطبا اس کا سرے سے انکار کرتے ہیں۔ اب میں اس کی مکمل وضاحت کرتا ہوں تاکہ یہ شبہات رفع ہو جائیں اور اس کی حقیقت واضح ہو جائے۔

صوم وصال کی وضاحت:

صوم وصال رکھنا بغیر اس کے کہ کسی فرمان الٰہی میں خلل واقع ہو کرامت ہے اور کرامت کا محل خاص ہوتا ہے نہ کہ عام۔ پھر جس کا حکم عام نہ ہو وہ معاملہ ہر جگہ درست نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر کرامت کا اظہار عام ہوتا تو ایمان جبری ہوتا اور عارفوں کے لئے معرفت میں ثواب نہ ہوتا۔ سید الانبیاء خاتم النبیین رسول اللہ ﷺ چونکہ صاحب معجزہ ہیں۔ تو آپ سے صوم وصال (بطور معجزہ) ظاہر ہوا اور اہل کرامت کے لئے کرامت کا اظہار ولایت کی نشانی ہے اور کرامت میں اخفا شرط ہے جس طرح معجزے کے لئے اظہار شرط ہے یہ فرق معجزہ اور کرامت کے درمیان واضح بنے

لہٰذا ہدایت یافتہ کے لئے اتنی ہی وضاحت کافی ہے۔

چلہ کشی کی اصل:

مشائخ طریقت کی چلہ کشی کی اصل' حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے حال سے متعلق ہے کیونکہ اُنہوں نے بوقت مکالمہ پہلے چلہ کشی کی اور یہ صحیح ہے کہ مشائخ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ جب چاہتے ہیں کہ باطن میں رب العزت سے ہم کلام ہوں تو وہ چالیس روز بھوکے رہتے ہیں اور جب تین دن گزر جاتے ہیں تو مسواک کرتے ہیں۔ اس کے بعد دس روز مزید گزارتے ہیں۔ بلاشک و شبہ اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کے باطن کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے۔ اس لئے انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے جو کچھ ظاہر طور پر جائز ہوتا ہے وہ سب اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ پر باطنی طور پر جائز ہوتا ہے۔ لہٰذا حق تبارک وتعالیٰ کے کلام کی سماعت' جب تک طبیعت اپنے حال پر ہے جائز نہیں ہوتی۔ اس لئے چاروں طباع کو چالیس دن تک کھانا پینا ترک کر کے مغلوب کرتے ہیں تاکہ لطافتِ روح اور محبت کی صفائی کے لئے کامل ولایت حاصل ہو جائے" (حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں) اسی موافقت میں بھوکے رہنے اور اس کی حقیقت کے بیان میں کچھ وضاحت پیش کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق

فاقہ کشی اور اُس کے متعلقات کا بیان:

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد ارب فرماتا ہے کہ: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ... (البقرۃ 155:2) "ضرور بالضرور ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک اور مال و جان اور پھلوں کی کمی سے آزمائیں گے"۔ خاتم النبیین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ذی شان ہے کہ" اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک بھوکے کا شکم ستر عاقل عابدوں سے زیادہ محبوب ہے"۔

واضح رہنا چاہیے کہ بھوکا رہنا تمام امتوں اور ملتوں کے نزدیک

قابلِ تعریف ہے اور بزرگی کی علامت ہے کیونکہ ظاہری لحاظ سے بھوکے کا دل زیادہ تیز اور اس کی طبیعت زیادہ پاکیزہ اور تندرست ہوتی ہے خاص کر وہ شخص جو زیادہ پانی تک نہ پئے اور مجاہدے کے ذریعہ تزکیہ نفس کرے لِاَنَّ الْجُوْعَ لِلنَّفْسِ خُضُوْعٌ وَّلِلْقَلْبِ خُشُوْعٌ ”اس لئے کہ بھوکے کا جسم متواضع اور دل خشوع والا ہوتا ہے۔ کیونکہ بھوک نفسانی قوت کو فنا کر دیتی ہے۔

ختم المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ذی شان ہے کہ: ”تم اپنے شکموں کو بھوکا‘ اپنے جگروں کو پیاسا اور اپنے جسموں کو غیر آراستہ رکھو تاکہ تمہارے دل اللہ تبارک وتعالیٰ کو (اپنی طاقت کے مطابق) دنیا میں ظاہر طور پر دیکھ سکیں“۔

اگرچہ بھوک جسم کے لئے بلا مگر دل کے لئے جلا ہے اور اپنے جسموں کو غیر آراستہ رکھنا باطن کے لئے بقا ہے۔ جب باطن بقا سے ہمکنار ہو کر جسم مصفا ہو جائے اور دل پر نور ہو تو کیا نقصان؟ شکم سیر ہو کر کھانے میں کوئی بلا نہیں ہے‘ اگر اس میں بلا ہوتی تو جانور شکم سیر ہو کر نہ کھاتے۔ معلوم ہوا کہ شکم سیر ہو کر کھانا جانوروں کا کھانا ہے اور بھوکا رہنا جانوں کا علاج اور یہ کہ بھوک میں باطن کی تعمیر اور شکم سیری میں پیٹ کی تعمیر ہے۔ جو شخص کہ باطن کی تعمیر میں کوشاں رہتا ہے وہ حق تبارک وتعالیٰ کے لئے خاص ہوتا ہے اور علائق دنیا سے یکسو ہو جاتا ہے بھلا وہ شخص اس شخص کے کیسے برابر ہو سکتا ہے جس کی زندگی بدن کی تعمیر اور جسم وخواہش کی خدمت میں گزرتی ہو ایک کے لئے ساری دنیا کھانے کے لئے چاہیے اور دوسرے کے لئے کھانا عبادت کے لئے۔ دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔

كَانَ الْمُتَقَدِّمُوْنَ يَاْكُلُوْنَ لِيَعِيْشُوْا وَاَنْتُمْ تَعِيْشُوْنَ لِتَاْكُلُوْا ”متقدمین کھاتے تھے تاکہ زندہ رہیں اور تم زندہ رہتے ہو تاکہ خوب کھاؤ“۔ اَلْجُوْعُ طَعَامُ الصِّدِّيْقِيْنَ وَمَسْلَكُ الْمُرِيْدِيْنَ وَقَيْدُ الشَّيَاطِيْنَ ”بھوکا رہنا صدیقوں کی غذا‘ مریدوں کا مسلک اور شیاطین کی قید ہے“۔

فاقہ کشی کی حقیقت:

جو شخص بھوک سے بے قرار ہو درحقیقت وہ بھوکا نہیں ہے اس لئے کہ کھانے والے کی طلب غذا کے ساتھ ہے‘ لہٰذا جس کا وجہ بھوک ہے وہ غذا کے نہ پانے کی وجہ سے ہے نہ کہ غذا کو چھوڑنے کی وجہ سے اور جو شخص کھانا موجود ہوتے ہوئے نہ کھائے اور بھوک کی تکلیف اٹھائے درحقیقت وہی بھوکا اور شیطان کی قید اور نفسانی خواہش کی بندش بھوکے رہنے ہی میں ہے۔

حضرت سیدنا کتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: مِنْ حُكْمِ الْمُرِيْدِ اَنْ يَّكُوْنَ فِيْهِ ثَلٰثَةُ اَشْيَآءَ نَوْمُهٗ غَلَبَةً وَّكَلَامُهٗ ضَرُوْرَةً وَّاَكْلُهٗ فَاقَةً ”مرید کی شرط یہ ہے کہ اس میں تین چیزیں موجود ہوں ایک یہ کہ اس کا سونا غلبہ کے بغیر نہ ہو دوسرے یہ کہ اس کا کلام ضرورت کے بغیر نہ ہو اور تیسرے یہ کہ اس کا کھانا فاقہ کے بغیر نہ ہو۔

بعض مشائخ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک کم از کم فاقہ دو دن اور دو راتوں کا ہونا چاہیے اور بعض کے نزدیک تین شبانہ روز اور بعض کے نزدیک ایک ہفتہ اور بعض کے نزدیک ایک چلہ کا ہوتا ہے۔ یہ زندگی کے لئے ضروری ہے۔ اس دوران جو بے چینی و بے قراری ظاہر ہوتی ہے وہ طبیعت کی شرارت اور اس کا گھمنڈ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے محفوظ رکھے کیونکہ اہل معرفت کی رگیں سراسر اسرار الٰہی ہوتی ہیں اور ان کے قلوب حق تبارک وتعالیٰ کی نظر کرم کی طرف ہوتے ہیں۔ ان کے سینوں میں دلوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور عقل و ہوا بارگاہ الٰہی میں پژمردہ ہو چکی ہوتی ہیں۔ روح عقل کی مدد کرتی ہے اور نفس حرص و ہوا کی۔ جن کی طبیعتیں کثرت غذا سے پرورش پاتی ہیں ان کا نفس قوی ہوتا ہے اور خواہش بڑھتی ہے اور اعضا میں اس کا غلبہ زیادہ پھیلتا ہے اور اس پھیلاؤ سے ہر رگ میں قسم قسم کے حجابات نمودار ہوتے ہیں۔ جب غذا کا طلب گار نفس سے ہاتھ کھینچتا ہے تو نفس

بہت کمزور ہو جاتا ہے اور عقل زیادہ قوی ہو جاتی ہے اور لوگوں سے نفسانی قوتیں مضمحل ہو جاتی ہیں اور اس کے اسرار و بدائع زیادہ ظاہر ہونے لگتے ہیں اور جب نفس اپنی حرکتوں سے بے بس ہوتا ہے تو اس کے وجود سے نفسانی خواہش فنا ہو جاتی ہیں۔ باطل ارادے اظہارِ حق میں گم ہو جاتے ہیں تو اس وقت مرید کی ہر مراد پوری ہو جاتی ہے۔

حضرت سیدنا ابو العباس قصاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری طاعت و معصیت دو شکلوں میں منقسم ہے جب میں کھاتا ہوں تو معاصی کا خمیر اپنے میں پاتا ہوں اور جب اس سے ہاتھ کھینچ لیتا ہوں تو تمام طاعتوں کی بنیاد اپنے اندر دیکھتا ہوں۔ بھوکے رہنے کا ثمرہ مشاہدہ ہے جس کا قائد و رہنما مجاہدہ ہے' لہٰذا مشاہدے کے ساتھ سیری' مجاہدے کے ساتھ بھوکے رہنے سے کہیں بہتر ہے۔ کیونکہ مشاہدہ جواں مردوں کی رزم گاہ ہے اور مجاہدہ بچوں کا کھیل' مشاہدہ حق کے ساتھ سیری' لوگوں کے مشاہدہ کے ساتھ بھوکے رہنے سے بہتر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

(صفحہ نمبر 15 کا بقیہ)

کرنے کی ابتداء کرے"۔

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ثَلَاثَةٌ لَا تُقْبَلُ لَهُمْ صَلَاةٌ وَلَا تَصْعَدُ لَهُمْ حَسَنَةٌ اَلْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى مَوَالِيْهِ فَيَضَعَ يَدَهٗ فِيْ اَيْدِيْهِمْ وَالْمَرْاَةُ السَّاخِطُ عَلَيْهَا زَوْجُهَا وَالسَّكْرَانُ حَتّٰى يَصْحُوَ 18 "تین اشخاص کی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی نیکی اوپر جاتی ہے (1) بھاگا ہوا خادم یہاں تک کہ اپنے مالکوں کے پاس واپس آ جائے اور اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھوں میں دے دے (2) وہ عورت جس کا شوہر اُس سے ناراض ہو (3) نشے والا یہاں تک کہ ہوش میں آ جائے۔

پیارے نبی آخر الزماں رسول اللہ ﷺ کی پیاری پیاری تعلیمات ہمارے گھریلو معاملات کو خوبصورت بنانے کے لئے عظیم نعمت ہیں۔ ہمیں ان کو اپنانا چاہئے اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔ اللہ عزوجل اپنے پیارے محبوب کریم ﷺ کے صدقے ہم پر بے حساب رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین!

18 البیہقی فی شعب الایمان حدیث نمبر 8000 'مشکوٰۃ حدیث نمبر 3271 'مرقاۃ جلد 6 ص 378۔

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں سالانہ
تعلیمی و تربیتی
روحانی اعتکاف
بمقام
جامع مسجد محمد ابوبکر صدیق
بلاک C-1 گجر پورہ سکیم لاہور
زیرِ نگرانی
حضرت علامہ
منیر احمد یوسفی
پُرنور اور بابرکت ساعتوں کو سمیٹنے کے لئے
خصوصی دروس، تعلیمی و تربیتی حلقوں کا انعقاد محافلِ اذکار
کا اہتمام بھی کیا جائے گا۔
نوٹ: سحر و افطار کا انتظام انتظامیہ کی طرف سے کیا جائے گا۔
خواہش مند حضرات اپنے شناختی کارڈ کی کاپی دفتر میں جمع کروائیں۔
042-36880027-28
0322-4730747
042-37330060
انجمن اشاعتِ دینِ اسلام
877-A بلاک B-III
گجر پورہ سکیم لاہور

مہمانانِ رسول ﷺ کی خدمت کیجئے اور دُعائیں لیجئے

دین متین کا طالب علم مہمان رسول ﷺ اور مجاہد فی سبیل اللہ ہوتا ہے۔ جامعہ یوسفیہ شعبہ طلباء و طالبات میں تقریباً 500 طلباء و طالبات مہمانانِ رسول ﷺ زیرِ تعلیم ہیں۔

فی طالبہ اور طالب علم کا ماہانہ خرچہ تقریباً 2000 روپے ہے۔ آپ اپنی محبت سے جتنے مہمانانِ رسول ﷺ کا ماہانہ خرچہ اپنے ذمہ لینا چاہیں گے یہ آپ کی محبت، صدقہ جاریہ ثابت ہوگی۔

مزید معلومات کے لئے ہمارے نمائندے کے نمبر پر رابطہ فرمائیں: 042-36880027-28, 0321-4649886

والسلام

خیر اندیش!
خادم دین اسلام منیر احمد یوسفی عفی عنہ
(بانی و سرپرست اعلیٰ)
کمیٹیہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) پنجاب
انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب

دعاگو!
شیخ عقیل احمد یوسفی عفی عنہ
صدر
کمیٹیہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) پنجاب
شیخ فہد احمد یوسفی عفی عنہ
صدر
انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب

ہیڈ آفس: جامع مسجد کمیٹیہ A-977 بلاک B-III گجر پورہ چائنہ سکیم لاہور
0313-7860920,
042-36880027-28

الداعی الی الخیر: کمیٹیہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) پنجاب و انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب

رمضان المبارک اور ہم

ازقلم: خادم دین اسلام منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

روزہ کے لئے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں صوم کا لفظ آیا ہے۔ صوم کے لفظی معنی امساک یعنی رکنے، بچنے اور نگاہ رکھنے کے ہیں یعنی اپنے آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم اور ختم المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی حدود کے اندر رکھنا اور ضبطِ نفس کرنا۔ (جیسے) کہتے ہیں صَامَ عَنِ الْكَلَامِ: (وہ) بات کرنے سے رکا' صَامَ عَنِ النِّكَاحِ: نکاح کرنے سے باز رہا' صَامَ الْمَآءُ: پانی رک گیا' کھڑا ہو گیا' صَامَ النَّهَارُ: دن رک گیا' صَامَ الْفَرَسُ: گھوڑا کھڑا ہو گیا۔ جب انسان خاموش ہو جاتا ہے اور کلام کرنے سے رک جاتا ہے' ٹھہر جاتا ہے' اس وقت بھی لفظ صام کے ذریعے اس بات کا اظہار کیا جاتا ہے کہ فلاں آدمی بات کرنے سے رک گیا ہے یا باز آ گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل سلطانہ نے قرآنِ مجید میں حضرت سیدہ بی بی مریم سلام اللہ علیہا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت سیدہ بی بی مریم سلام اللہ علیہا سے پوچھا کہ تیرے ہاں یہ بچہ کیسے پیدا ہوا ہے' تیری تو شادی نہیں ہوئی؟ تو حضرت بی بی مریم سلام اللہ علیہا نے فرمایا: اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا (اَیْ صَمْتًا) ’’میں نے رحمٰن (جل وعلا) کے لئے (بات چیت سے) باز رہنے کی نذر مانی ہے‘‘۔

صوم کا مادہ ہے ص۔و۔م اس کے لغوی معنی ہیں رک جانا' ٹھہر جانا' باز رہنا' بند رہنا' چھوڑنا اور سیدھا ہونا وغیرہ۔

اصطلاحِ شرع میں صبح صادق کے طلوع ہونے کے پہلے سے غروبِ آفتاب تک بہ نیتِ عبادت بیوی سے خلوت اور کھانے پینے سے رکنے اور کسی چیز کو پیٹ یا دماغ یا رگوں میں داخل کرنے سے باز رہنے کو صوم کہا جاتا ہے۔ روزہ کی غرض وغایت اور منشاء اپنی خواہشات کو قابو میں رکھنا' جذبات کے طوفان سے اپنے آپ کو بچا لینا' حرام سے بچنا' نفس کا زور توڑنا' دل میں صفائی پیدا کرنا اور مساکین وفقراء کی موافقت کرنا ہے۔ ان اوصاف کا نتیجہ حصولِ تقویٰ ہے۔ اسی لئے ربِ ذوالجلال والاکرام نے فرمایا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ؁ ’’اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر روزے فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی ہو جاؤ۔‘‘ یعنی روزے کا ثمرہ یہ ہے کہ تمہیں تقویٰ حاصل ہو۔ لمعات' مرقاۃ اور ردالمحتار وغیرہ میں ہے کہ ۲ ھ میں تبدیلی قبلہ کے ایک ماہ بعد ہجرت سے اٹھارہ ماہ بعد مہینے دس شعبان المعظم کو روزے فرض ہوئے۔

رمضان رمض سے بنا' بمعنی گرمی یا گرم' جس طرح بھٹی کی حدت اور گرمی سے لوہے کی میل صاف ہوتی ہے' اسی طرح ماہِ رمضان المبارک کے روزے کی حدت اور گرمی جو سینے میں پیدا ہوتی ہے' ایمان والوں کے گناہوں کو صاف کرتی ہے' دھوتی ہے۔ روزہ سے گنہگاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ نیکوں کے درجے بلند ہوتے ہیں اور ابرار کا قربِ الٰہی زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے اسے رمضان (المبارک) کہتے ہیں۔ یہ ماہِ مبارک اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کی پانچ نعمتیں رحمت' محبت' ضمان' امان اور نور لے کر آتا ہے۔ اس لئے رمضان (المبارک) کہلاتا ہے۔ جہاں ماہِ رمضان المبارک پانچ مذکورہ نعمتیں لاتا ہے وہاں پانچ عبادات بھی لاتا ہے۔ یعنی روزہ' تراویح' اعتکاف' شبِ قدر میں عبادات اور تلاوتِ قرآن مجید۔ اسی ماہِ مبارک میں قرآنِ مجید لیلۃ القدر میں لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر بابُ العزت میں اترا' یہی وہ مبارک اور مقدس مہینہ ہے جس کا نام قرآن مجید میں آتا ہے۔

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' سید الثقلین حضور سیدنا رسول کریم ﷺ نے ہمیں شعبان (المعظم) کے آخری دن خطاب فرمایا: ’’اے لوگو! تم پر ایک عظیم مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے۔ یہ مہینہ برکت والا ہے۔ اس میں

ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اس (مہینے) کے روزے اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے فرض فرمائے ہیں۔ اس کی رات (یعنی راتوں) کا قیام زائد عبادت بنایا۔ جو کوئی (صاحب ایمان) اس مہینہ میں رب ذوالجلال والاکرام کی رضا اور قرب حاصل کرنے کے لئے غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو وہ گویا ایسے ہے جیسے دوسرے مہینے میں اس نے فرض ادا کیا۔ اور جو اس مہینہ میں فرض ادا کرے گا وہ ایسے ہوگا جیسے اس نے دوسرے مہینے میں ستر فرض ادا کئے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ اس مہینہ میں جو (صاحب ایمان) کسی (ایمان والے) کا روزہ افطار کروائے گا (اس کے لئے تین اجر ہیں)۔ (1) اس کے لئے اس کے گناہوں کی بخشش ہے۔ (2) اس کی گردن (جہنم کی) آگ سے آزاد ہوگی۔ اور (3) اس کو روزہ دار کی طرح ثواب ملے گا بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی ہو۔

(حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہم میں سے ہر ایک کو روزہ افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا (تو کیا ایسے لوگ اس عظیم بے مثال ثواب سے محروم رہیں گے؟) غریبوں کے ملجا، یتیموں کے ماویٰ، بیکسوں کے والی، حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ارشادِ عظیم فرمایا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) یہ ثواب اس (ایمان والے غریب) کو بھی عطا فرمائے گا جو دودھ کے ایک گھونٹ سے یا ایک کھجور سے یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ سے روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے۔ (امام الانبیاء حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے سلسلۂ خطاب کو جاری رکھتے ہوئے ارشادِ عظیم فرمایا) اور جو کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلائے (یعنی خوب سیر کرائے) اللہ (تبارک و تعالیٰ) اس کو میرے حوض (کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا کہ اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے۔ (بعد ازیں کریم آقائے کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ والثناء نے ارشادِ ذی شان فرمایا) یہ وہ مہینہ ہے کہ جس کے اول حصہ میں رحمت ہے۔ درمیانی حصہ میں مغفرت ہے اور آخری حصہ میں آگ سے آزادی ہے اور جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام و خادم کے کام میں تخفیف کرے گا۔ اللہ (غفور ورحیم) اسے بخش دے گا اور اسے (جہنم کی) آگ سے رہائی اور آزادی عطا فرمائے گا"۔ [1]

عطا فرمانا:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: امام المرسلین حضور سیدنا نبی رحمت ﷺ ماہِ رمضان المبارک میں: كَانَ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ [2] لوگوں بھلائی پہنچانے میں بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ جود وکرم فرمایا کرتے تھے"۔ یعنی یوں تو نبی ﷺ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ ہمیشہ ہی ہر سائل کو عنایت فرماتے تھے وہ سخی اور کریم ہیں۔ مگر ماہِ رمضان المبارک میں آپ ﷺ کی سخاوت کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا تھا۔

جنت کا سجایا جانا:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: نبی ﷺ حضرت سیدنا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ماہِ رمضان المبارک کے لئے جنت شروع سال سے اگلے سال تک سنواری جاتی ہے۔" فرمایا: جب "ماہِ رمضان المبارک کا پہلا

[1] مشکوٰۃ ص 173 حدیث نمبر 1965 الجامع شعب الایمان للبیہقی جلد 2 ص 216 صحیح ابن خزیمہ جلد 3 ص 191 الترغیب والترہیب جلد 2 ص 94 تفسیر مظہری جلد 1 ص 190 در منثور جلد 1 ص 446 (طبع جدید) کنز العمال حدیث نمبر 23714-24276 المیزان الحمید اللہ جلد 6 ص 321 تاریخ بغداد جلد 14 ص 295-296 المیزان جلد 4 ص 465 مرقاۃ جلد 4 ص 396۔ [2] بخاری حدیث نمبر 6-1902-3220-4997-3554۔

دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے جنت کے پتوں سے حوروں پر ایک خوشگوار ہوا چلتی ہے تو حوریں عرض کرتی ہیں یارب! اپنے بندوں کو ہمارا خاوند بنا۔ اُن سے ہماری آنکھیں اور ہم سے اُن کی آنکھیں ٹھنڈی فرما"۔ 3

عنایاتِ ربانی:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں امام المرسلین حضور سیدنا رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: "جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں" اور ایک روایت میں ہے "رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں"۔ 4

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں خاتم الانبیاء حضور سیدنا رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: "جب رمضان المبارک کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں کہ اُن میں سے کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جن میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے بھلائی چاہنے والے آ، اور برائی چاہنے والے باز آ اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کی طرف سے لوگ آگ سے آزاد کئے جاتے ہیں اور یہ ہر رات ہوتا ہے"۔ 5

مذکورہ بالا روایات میں ہے، ابلیس مع ذریت (یعنی اپنی اولاد) کے قید کر دیا جاتا ہے۔ مگر اس مہینے میں جو کوئی بھی گناہ کرتا ہے وہ اپنے نفس امارہ کی شرارت سے کرتا ہے۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رحمۃ للعالمین حضور سیدنا رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: "تمہارے پاس رمضان المبارک کا مہینہ آیا ہے یہ برکت والا مہینہ ہے اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے تم پر اس کے روزے فرض فرمائے ہیں اس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس میں مردود شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔ اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اس کی خیر سے محروم رہا وہ بالکل ہی محروم رہا"۔ 6

بابُ الرَّیّان:

حضرت سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں احمد مختار حضور سیدنا رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "جنت میں آٹھ دروازے ہیں ایک دروازے کا نام "الریان" ہے جس میں سے صرف روزہ دار داخل ہوں گے"۔ 7

ریان:- ریان تروتازگی سیرابی اور سبزی کے معنوں میں ہے چونکہ روزہ دار روزوں میں بھوک پیاسے رہتے ہیں اور بمقابلہ بھوک کے پیاس کی زیادہ تکلیف اُٹھاتے ہیں۔ اس لئے اُن کے داخلے کے لئے وہ دروازہ مختص ہوا ہے جہاں پانی کی نہریں، ہے

3 مشکوٰۃ ص 174 حدیث نمبر 1956 'مرآۃ جلد 3 ص 142 'فتح الربانی جلد 3 ص 141 'مرقاۃ جلد 4 ص 386 'مسلم حدیث نمبر (2-1079) 'بخاری حدیث نمبر 1899۔ 4 بخاری جلد 1 ص 255 'مسلم جلد 1 ص 346 'مشکوٰۃ ص 173 'مسند احمد جلد 2 ص 281 'مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر 7374 'درمنثور جلد 1 ص 183 'نسائی جلد 1 ص 299 'ترمذی جلد 1 ص 147۔ 5 مشکوٰۃ ص 173 'مرآۃ جلد 3 ص 136 'ترمذی حدیث نمبر 682 'مستدرک حاکم جلد 1 ص حدیث نمبر 421 'درمنثور جلد 1 ص 183 'السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 4 ص 303 'حلیۃ الاولیاء جلد 8 ص 306 'کنز العمال حدیث نمبر 23664 'مرقاۃ جلد 4 ص 391 'ابن ماجہ حدیث نمبر 1642 'نسائی حدیث نمبر 2107 'مسند احمد جلد 4 ص 311۔ 6 نسائی حدیث نمبر 2106 'مسند احمد جلد 2 ص 230 'مرقاۃ جلد 4 ص 394 'مشکوٰۃ حدیث نمبر 1962 'الترغیب والترہیب جلد 2 ص 99۔ 7 بخاری جلد 1 ص 254 'مسلم جلد 1 ص 364 'ابن ماجہ ص 119 'نسائی جلد 1 ص 312 'مشکوٰۃ ص 173 حدیث نمبر 1956 'المعجم الکبیر للطبرانی جلد 8 ص 180 'شرح السنۃ للبغوی جلد 6 ص 219 'فتح الباری جلد 4 ص 112 'مرقاۃ جلد 4 ص 387۔

حساب سبزہ و پھل اور سیرابی ہے۔ اُس کا حسن آج نہ تو ہمارے وہم و گمان میں آ سکتا ہے اور نہ ہی بیان میں۔ روزہ چور یا روزہ توڑ یا روزہ خور مسلمان اگرچہ سزا کے بعد یا سزا سے پہلے رحمت خداوندی اور شفاعت شفیع المذنبین حضور سیدنا مصطفیٰ کریم ﷺ سے بخش بھی دیئے جائیں گے اور جنت میں داخل بھی ہو جائیں گے مگر وہ پھر بھی اس دروازے سے جو روزہ داروں کے لئے مخصوص ہے' داخل نہیں ہو سکتے۔

پچھلے گناہوں کی بخشش:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' شفیع المذنبین حضور سیدنا رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ایمان اور اخلاص سے رمضان المبارک (کے مہینہ) کے روزے رکھے' اُس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جو رمضان المبارک (کے مہینہ) میں ایمان اور اخلاص سے راتوں کو عبادت کرے تو اُس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو شب قدر میں ایمان اور اخلاص کے ساتھ عبادت کرے تو اُس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے"۔ 8

وضاحت: اس حدیث شریف میں دو الفاظ آتے ہیں: اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا احتساب حسب سے بنا ہے بمعنی گمان کرنا اور سمجھنا' احتساب کے معنی ہیں ثواب طلب کرنا۔ جس روزہ کے ساتھ ایمان اور اخلاص جمع ہو جائیں اُس کا نفع تو بے شمار ہے۔ نیز روزہ دار کے سارے صغیرہ گناہ (حقوق اللہ) معاف ہو جاتے ہیں۔ چونکہ اس حدیث شریف میں ایمان کا ذکر بھی ہے اس لئے ہندوؤں کا مرن برت اور کافروں کے اپنے دینی روزوں کا کوئی ثواب نہیں کہ وہاں ایمان نہیں۔ نیز جو شخص بیماری کے علاج کے لئے روزہ رکھے نہ کہ ثواب طلب کرنے کے لئے تو اُسے بھی کوئی ثواب نہیں۔

اس حدیث شریف میں روزہ' تراویح اور لیلۃ القدر کے قیام کی برکت سے پچھلے گناہوں کی معافی کا ذکر ہے یہاں عام شخص کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب روزہ کی برکت سے گناہ معاف ہو گئے تو پھر تراویح اور لیلۃ القدر کے قیام سے کون سے گناہ ہیں جن کی معافی کا ذکر ہے۔ اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے روزے کی برکت سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور تراویح کی برکت سے مغرب تا عشاء سرزد ہونے والے گناہ بخشے جاتے ہیں اور لیلۃ القدر کی برکت سے درجات بلند ہوتے ہیں۔

روزے کا ثواب:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' سید الانبیاء حضور سیدنا رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: "ابن آدم کے ہر عمل کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جائے گا۔ اللہ (تبارک و تعالیٰ) ارشاد مبارک فرماتا ہے' سوائے روزہ کے کہ روزہ تو میرا ہے۔ ☆ اور میں ہی اس کا ثواب دوں گا۔ روزہ دار میرے لئے اپنی خواہشات اور کھانا پینا چھوڑتا ہے روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت' دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے ہاں مشک کی خوشبو سے بہتر ہے اور روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو نہ

---

8 بخاری جلد 1 ص 255' مسلم صلوٰۃ المسافرین جلد 1 ص 175' ابن ماجہ ص 119' ابوداؤد جلد 1 ص 201' نسائی جلد 1 ص 307' ترمذی جلد 1 ص 147' مشکوٰۃ ص 173 حدیث نمبر 1958' مسند احمد جلد 2 ص 244-241-232' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 4 ص 306-304' مصنف ابن ابی شیبہ جلد 3 ص 2' مشکل الآثار جلد 2 ص 121' مجمع الزوائد جلد 3 ص 144' الترغیب والترہیب جلد 2 ص 4' فتح الباری جلد 1 ص 92' جلد 4 ص 115-255' التاریخ الکبیر للبخاری جلد 1 ص 382' شرح السنۃ جلد 6 ص 217' درمنثور جلد 1 ص 180' 180 حلیۃ الاولیاء جلد 6 ص 383' مرقاۃ جلد 4 ص 388۔ 9 بخاری جلد 1 ص 255-254 حدیث نمبر 1904' ابن ماجہ ص 119 حدیث نمبر 1638' نسائی جلد 1 ص 308 (عن علی ابن ابی طالب' عن عبداللہ بن مسعود' عن ابو سعید' عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) کا سند میں نسائی عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جلد 1 ص 311' مشکوٰۃ ص 173 حدیث نمبر 1959' مسند احمد جلد 2 ص 443-266' مرقاۃ جلد 4 ص 389' مسلم حدیث نمبر 2708۔

بُری بات کہے اور نہ شور مچائے۔ اگر کوئی اس سے (یعنی روزہ دار سے) گالی گلوچ کرے یا لڑائی جھگڑا کرے تو یہ (روزہ دار) کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں"۔ 9 (اس سے معلوم ہوا ضرورت کے وقت اپنی چھپی عبادات کا ذکر کر سکتے ہیں)۔

☆ گو ساری عبادات اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہوتی ہیں مگر خصوصیت سے روزے کے متعلق فرمایا کہ "یہ میرے لئے ہے"۔ بایں وجہ کہ دوسری عبادات میں ریاکاری ہو سکتی ہے مگر روزہ میں ریاکاری نہیں ہو سکتی۔ روزہ کی یہ بھی فضیلت ہے کہ تمام عبادات کا بدلہ جنت ہے اور روزہ کا بدلہ جنت والا ہے۔

اس حدیث شریف میں روزہ دار کے منہ کی جس بُو کا ذکر ہے اُسے خلوف کہا گیا ہے۔ دانتوں کی بو مسواک اور منجن سے ختم ہو سکتی ہے۔ بیماری کی بو دواؤں سے ختم ہو جاتی ہے مگر معدے سے اُٹھنے والی بو کھانے پینے سے دور ہوتی ہے۔ روزہ دار کی بو مسواک سے بھی ختم نہیں ہوتی۔

جھوٹی بات اور روزہ:

حضرت سیدنا ابوہریرہ ﷜ سے روایت ہے فرماتے ہیں ساقی کوثر ختم المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو جھوٹی باتیں اور بُرے کام نہ چھوڑے تو اللہ (ربّ العزت) کو اس کے کھانا پانی چھوڑنے کی پرواہ نہیں"۔ 10

حضرت سیدنا ابوہریرہ ﷜ سے روایت ہے نبی آخر الزماں حضور سیدنا رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "کئی روزے دار وہ ہیں جنہیں روزوں میں سوائے پیاس کے کچھ حاصل نہیں اور بہت سے شب خیز وہ ہیں جنہیں شب خیزی میں سوائے بے خوابی کے کچھ میسر نہیں"۔ 11

یہ وہ لوگ ہیں جو روزے میں گالی گلوچ، غیبت، بہتان وغیرہ قسم کے گناہوں سے نہیں بچتے۔ یہ لوگ بھوک پیاس کی تکلیف تو اُٹھاتے ہیں مگر روزہ کا ثواب حاصل نہیں کرتے۔ یہاں پیاس کا اس لئے ذکر کیا ہے کہ روزے میں بھوک کے مقابلے میں پیاس زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ اس قسم کے روزے سے گو شرعی فرض ادا ہو جاتا ہے مگر روحانیت اور درجات کی بلندی نصیب نہیں ہوتی۔

حدیث شریف میں شب خیزی کا بھی ذکر ہوا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو شخص رات کی عبادات حضورِ قلبی کے بغیر پڑھے، وہ جاگنے کی مشقت تو اُٹھاتا ہے مگر جاگنے کے مقصد کو نہیں پاتا۔ رات کو جاگے بھی اور خشوع و خضوع کے بغیر عبادت کی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ شیطان کے داؤ سے بچائے اور صحیح صحیح انداز اور آدابِ عبادت کا فہم نصیب فرمائے۔ آمین!

بھولے سے کھا پی لینا:

حضرت سیدنا ابوہریرہ ﷜ فرماتے ہیں نبیٔ رحمت حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو بھولے سے بحالت روزہ کھا پی لے وہ اپنے روزے کو مکمل کرلے کیونکہ اُسے اللہ (ربّ العالمین) نے کھلایا پلایا"۔ 12

روزے کی حالت میں مسواک کرنا:

حضرت سیدنا عامر بن ربیعہ ﷜ سے روایت ہے فرماتے

(باقی صفحہ نمبر 38 کالم نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں)

10 بخاری جلد 1 ص 255 حدیث نمبر 1903، ابن ماجہ ص 122 حدیث نمبر 1689، ابوداؤد جلد 1 ص 329، ترمذی جلد 1 ص 150، فتح الباری جلد 4 ص 116-104، مشکوٰۃ ص 176 حدیث نمبر 1999، مرقاۃ جلد 4 ص 428، مسند احمد جلد 2 ص 452۔ 11 مشکوٰۃ ص 177 حدیث نمبر 2014، ابن ماجہ حدیث نمبر 1690، مرقاۃ جلد 3 ص 167، دارمی جلد 2 ص 301 حدیث نمبر 2720، مسند احمد جلد 2 ص 441-373، مرقاۃ جلد 4 ص 445۔ 12 بخاری جلد 1 ص 269 حدیث نمبر 1933، مسلم جلد 1 ص 364، مشکوٰۃ ص 176 حدیث نمبر 2003، ابوداؤد جلد 1 ص 333 حدیث نمبر 2398، ترمذی جلد 1 ص 153 حدیث نمبر 721، دارمی حدیث نمبر 1726، مسند احمد جلد 2 ص 395، نصب الرایہ جلد 2 ص 445، تلخیص الحبیر جلد 2 ص 195، حلیۃ الاولیاء جلد 2 ص 279، جلد 6 ص 273، التاریخ الکبیر جلد 1 ص 91، مرقاۃ جلد 4 ص 432۔

روزے کی فرضیت

ماخوذ از کتب التفاسیر و احادیث مبارکہ

(ادارہ)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَۙ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَؕ وَ عَلَى الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْكِیْنٍؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗؕ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿البقرۃ: 183-184﴾ "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے کہ تم سے اگلوں پر فرض ہوئے تا کہ تم پرہیزگار بنو۔ گنتی کے دن ہیں تو تم میں سے جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں تو اُتنے روزے دوسرے دنوں میں (پورے کرے)۔ اور جنہیں ان کی طاقت نہ ہو وہ فدیہ (بدلہ) دیں ایک مسکین کا کھانا پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے۔ اور روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو"۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا: "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے"۔

"حضرت سیدنا حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا: جب اللہ (تبارک و تعالیٰ) کا یہ کلام سنو 'اے لوگو! جو ایمان لائے ہو' تو اپنے کانوں کو خالی کرو کیونکہ جب یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ارشاد ہوتا ہے تو اس کے بعد یا تو کوئی حکم صادر ہوتا ہے یا کسی چیز کی ممانعت ہوتی ہے"۔ 1

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: "اللہ (ﷻ) کے خطاب کی لذت عبادت کی سختی اور رنج کو دور کرتی ہے"۔ 2

چونکہ روزہ کا حکم دیا جا رہا ہے جو نفس پر بھاری ہے لہٰذا مسلمانوں کو پیارے خطاب سے پکار کر ان کی عزت افزائی فرمائی اور ہمت بڑھائی۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا کر ہمارے اور ہمارے محبوب ﷺ کے تابع فرمان ہو چکے ہو ہماری ہر سخت و نرم بات بھی قبول کرو۔ اگر آگ میں گرنے کو فرمائیں تو کود جاؤ اگر تمہیں کسی مرغوب چیز سے ہٹائیں تو ہٹ جاؤ کیونکہ یہ محبت کا تقاضا ہے۔ لہٰذا تم سے فرماتے ہیں كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ "تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں"۔ یہ فرضیت محض اتفاقی طور پر نہیں بلکہ طے شدہ پروگرام کے تحت ہے كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ "جیسے کہ تم سے اگلوں پر فرض ہوئے"۔ (چونکہ روزہ نفس پر دشوار تھا اس لئے یہ آسان کرنے کے لئے فرمایا گیا)۔

تفسیر کبیر میں ہے کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک ہر اُمت پر روزے فرض رہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام پر ہر قمری مہینہ کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے روزے فرض تھے اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر عاشورا کا روزہ فرض تھا۔

بعض روایات میں ہے: كَانَ الصَّوْمُ الْاَوَّلُ صَامَهٗ نُوْحٌ 3 "سب سے پہلے (حضرت سیدنا) نوح (علیہ السلام) نے روزے رکھے"۔

حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: روزے کی اوّل کیفیت اس طرح تھی: "پہلے لوگوں پر رات کی تاریکی شروع ہونے سے دوسری رات تک کا روزہ فرض تھا اور ابتدائے اسلام میں بھی اسی طرح روزہ فرض تھا۔ اس لئے دونوں مشابہ ہوئے"۔ 4

نصاریٰ کے روزے:

مختلف کتب تفاسیر اور کتب احادیث مبارکہ میں نصاریٰ کے روزوں کا ذکر مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ "جس طرح ہم پر ماہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں اسی طرح اُن پر بھی ماہ رمضان المبارک کے روزے فرض تھے تو اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب یہ روزے سخت گرمی میں واقع ہو جاتے تو تشنگی کی شدت کی وجہ سے

---

1 تحفۃ الواعظین ص 367 (مترجم)۔ 2 ایضاً۔ 3 درمنثور جلد 1 ص 430۔ 4 طبری جلد 1 ص 188۔

یہ روزے اُن پر بھاری ہوتے تھے اور جب موسم سرما میں آتے تھے تو بھوک کی وجہ سے شاق ہو جاتے تھے۔ جب یہ حالت دیکھی تو اُن کے علماء اور رؤسا جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کر کے روزوں کو موسم بہار میں مقرر کر دیا اور اپنی اس کرتوت کی وجہ سے دس دن کے روزے بطور کفارہ کے بڑھا دیئے۔ اب کل چالیس دن کے روزے اپنے اوپر مقرر کر لئے پھر اتفاقاً اُن کا بادشاہ بیمار ہو گیا اُس نے یہ نذر مانی کہ اگر مجھے شفاء ہو گئی تو میں ایک ہفتہ کے روزے اور بڑھا دوں گا۔ اللہ (ﷻ) نے اُس کو شفاء دی اُس نے ایک ہفتے کے روزے اور بڑھا دیئے۔ پھر اُس کے بعد ایک اور بادشاہ بیمار ہوا اُس نے پورے پچاس کر دیئے۔ حضرت سیدنا مجاہد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نصاریٰ میں ایک مرتبہ موت تیزی سے گردش کرنے لگی۔ کثرت سے لوگ مرنے لگے۔ اُنھوں نے آپس میں کہا کہ روزے بڑھاؤ تو دس روزے اور بڑھا دیئے پھر چند روز بعد دس روزے اور بڑھا دیئے"۔ 5

تفسیر دُرِّ منثور میں حضرت سیدنا معقل بن حنظلہ علیہ الرحمہ سے مذکورہ بالا واقعہ مختصراً نقل کیا گیا ہے جبکہ تفسیر قرطبی اور تفسیر فتح القدیر میں (حضرت دغفل بن حنظلہ علیہ الرحمہ سے بمطابق تفسیر دُرِّ منثور لکھا گیا ہے۔ تفسیر ابن جریر میں حضرت سیدنا سدی علیہ الرحمہ سے مختلف الفاظ سے بحوالہ بالا واقعہ نقل کیا گیا ہے)

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ "تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ" لہٰذا روزہ رکھو۔ "تاکہ معاصی سے بچ جاؤ کیونکہ روزہ سے شہوت ٹوٹتی ہے"۔ 6

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رحمۃ للعالمین حضور سیدنا رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "اے جوانوں کے گروہ! جو تم میں سے نکاح کی استطاعت رکھتا ہو اُس کو چاہئے کہ نکاح کرے کیونکہ نکاح نگاہ کو پست کر دیتا ہے اور فرج کو حرام سے محفوظ بنا دیتا ہے اور جس میں نکاح کی قدرت نہ ہو اُس کو روزے رکھنے چاہئیں"۔ 7

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ "چند روز ہیں گنتی کے"۔ مطلب یہ ہے کہ گنتی کے چند دن ہیں کیونکہ عادتاً جو چیز کم ہوتی ہے اُس کو شمار کیا کرتے ہیں اور بہت کو شمار نہیں کرتے۔

"بعض مفسرین نے کہا ہے کہ **اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ** "گنے ہوئے دن" سے ہر مہینہ کے تین روزے اور ایک روزہ عاشورا کا مراد ہے کیونکہ یہ روزے ربیع الاول سے لے کر رمضان المبارک تک ہر مہینہ میں تین تین روزے واجب تھے پھر رمضان المبارک کے روزوں کا حکم آ گیا اور یہ منسوخ ہو گئے"۔ 8

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِالصَّوْمِ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ اَفْطَرَ 9 "سید المرسلین حضرت سیدنا رسول اللہ ﷺ ماہِ رمضان (المبارک) کے روزوں کا حکم نازل ہونے سے پہلے عاشورا کے روزے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔ جب ماہِ رمضان (المبارک) کے روزوں کا حکم آیا تو پھر یہ فرمایا کہ جو چاہے اُس دن (یعنی یوم عاشورا کا) روزہ رکھے اور جس کا دل چاہے نہ رکھے"۔

<u>مدینہ منورہ تشریف آوری پر:</u>

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: "جب سید المرسلین حضرت سیدنا رسول کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشورا کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم اس دن روزہ کیوں رکھتے ہو؟ اُنھوں نے عرض کیا یہ بہت مبارک دن ہے اس دن اللہ (ﷻ) نے بنی اسرائیل کو اُن کے دشمن سے نجات عطا

5۔ مظہری جلد 1 ص 188 ' تفسیر کبیر جلد 3 ص 77 ' تفسیر قرطبی جلد 1 جز 2 ص 184 ' دُرِّ منثور جلد 1 ص 429 ' مجمع الزوائد جلد 3 ص 139 ' غنیۃ الطالبین ص 369 ' فتح القدیر جلد 1 ص 230۔ 6۔ ابن جریر جلد 2 ص 135 ' مظہری جلد 1 ص 188۔ 7۔ مظہری جلد 1 ص 188 ' مسند احمد جلد 1 ص 378 ' بخاری جلد 2 ص 758 ' مسلم جلد 1 ص 449 ' دارمی جلد 1 ص 132 ' مجمع الزوائد جلد 3 ص 252 ' المعجم الکبیر للطبرانی جلد 10 ص 149 ' الترغیب والترہیب جلد 3 ص 40 ' شرح السنۃ جلد 5 ص 3 ' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر 10380۔

8۔ مظہری جلد 1 ص 189۔ 9۔ مظہری جلد 1 ص 189 ' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 4 ص 288 ' بخاری جلد 1 ص 268۔

فرمائی تھی تو اُس دن (حضرت سیدنا) موسیٰ (علیہ السلام) نے شکریہ کے طور پر روزہ رکھا تھا۔ اس لئے ہم بھی رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ بات ہے تو میں (حضرت سیدنا) موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ تم سے زیادہ حق رکھتا ہوں (اس لئے سید العالمین حضرت سیدنا رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے) خود بھی روزہ رکھا اور اوروں کو بھی رکھنے کا حکم فرمایا"۔ 10

عاشورا کے روزہ کا وجوب ختم:

اُمّ المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: "قریش (مکہ مکرمہ) ایام جاہلیت میں عاشورا کے دن روزہ رکھا کرتے تھے اور نبی الانبیاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ بھی اعلان نبوت سے قبل روزہ رکھتے تھے جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں بھی اُس روز روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے تو پھر عاشورا کا روزہ چھوڑ دیا"۔ 11

مریض:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ "جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو تو ضروری ہے کہ گنتی دوسرے دنوں سے پوری کرے"۔

مریض سے مراد وہ شخص ہے کہ وہ یا تو فی الحال مریض ہو اور روزہ رکھنے سے مرض بڑھنے یا دیر سے شفاء ہونے کا خوف ہو یا بالفعل تو تندرست ہے لیکن ایسا سست اور کمزور ہے کہ گمان غالب ہے کہ اگر روزہ رکھے گا تو مرض پیدا ہو جائے گا۔ اسی میں شامل ہیں وہ حاملہ عورتیں اور دودھ پلانے والی بیبیاں کہ جن کو اپنی اور اپنے بچے کی جان کا خوف ہو۔ سفر طویل ہو یا تھوڑا افطار جائز ہے۔ پے در پے نہ بھی رکھے تو حرج نہیں البتہ گنتی پوری کرنا ضروری ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ماہِ رمضان المبارک کے روزوں کی قضاء کے بارے میں فرمایا: اِنْ شَآءَ فَرَّقَ وَاِنْ شَآءَ تَابَعَ 12 "اگر چاہے تو جدا جدا رکھے اور اگر چاہے تو پے در پے رکھے"۔

قضاء کی ادائیگی:

"حضرت سیدنا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر برسوں کے بعد بھی قضاء کرے تب بھی قضاء کے سوا اور کچھ واجب نہیں کیونکہ یہ کتاب (اللہ) پر بغیر قطعی دلیل کے زیادتی ہے اور اگر مرض یا سفر کے عذر کے سبب دوسرے رمضان سے بھی تاخیر ہو جائے تو اس میں بالاتفاق قضاء کے سوا کچھ واجب نہیں"۔ 13

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ "اور ان لوگوں پر جن کو طاقت ہے، اُن پر فدیہ ہے"۔

یہ تیسرے گروہ کا ذکر ہے جن پر نہ روزہ واجب نہ قضاء۔ اس سے طاقتور اور قدرت والا انسان مراد ہے اور یہ آیت مبارکہ فَلْيَصُمْهُ سے منسوخ ہے۔ (یعنی وہ روزہ رکھے کیونکہ پہلے روزے کا اختیار تھا جو چاہے رکھے اور جو چاہے فدیہ دے دے۔) پھر فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ "جو کوئی تم میں سے یہ مہینہ پائے" سے یہ اختیار منسوخ ہو کر روزہ ہی فرض ہوا۔

دوسرے یہ کہ اس سے وہ بوڑھے مراد ہیں جنہیں روزہ میں مشقت ہو اور آئندہ طاقت آنے کی اُمید نہ ہو انہیں فدیہ کی اجازت دی گئی۔ تیسرے یہ کہ اس سے وہ بیمار وغیرہ مراد ہیں جنہیں تندرست ہونے کی اُمید نہ ہو ان دونوں صورتوں میں یہ آیت مبارکہ منسوخ ہے۔ یعنی اُن لوگوں پر جو روزہ کی طاقت رکھیں یا اُن بوڑھوں کو جو بہت تکلیف سے روزہ رکھ سکیں یا اُن بیماروں وغیرہ پر جو روزہ کی طاقت نہ رکھیں۔ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ "فدیہ ہے مسکین کا کھانا" اس سے مراد ایک مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دینا ہے۔ یعنی جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں

10 مظہری جلد 1 ص 189، بخاری جلد 1 ص 268، مسند احمد جلد 1 ص 291-310، کنز العمال حدیث نمبر 24246۔ 11 مظہری جلد 1 ص 189، ترمذی حدیث نمبر 573، مجمع الزوائد جلد 3 ص 148، بخاری جلد 1 ص 268، مسلم جلد 1 ص 357۔ 12 تفسیر مظہری جلد 1 ص 190، دار قطنی جلد 2 ص 193۔ 13 مظہری جلد 1 ص 191۔

اُن پر ہر دن کے عوض ایک مسکین کا کھانا دینا واجب ہے۔

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ "پھر جو اپنی خوشی سے نیکی کرے تو وہ اُس کے لئے بہتر ہے اور یہ صورت کہ تم روزہ رکھو تمہارے لئے بہتر ہے"۔

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا میں فدیہ میں قدر واجب سے زیادہ دینا مراد ہے اور یہی بہتر ہے اور فرمایا: اے روزہ رکھنے والو! روزہ رکھنا فدیہ سے بہتر ہے۔ بلاعذر روزہ نہیں چھوڑنا چاہئے۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ "سو جو شخص تم میں سے یہ مہینہ پائے (اور تندرست و مقیم ہو اور عورت حیض و نفاس سے پاک ہو) وہ روزے رکھے"۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ؗ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ "اللہ (ﷻ) تم پر آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا تاکہ تم گنتی پوری کرو اور تاکہ تم اللہ (ﷻ) کی اس بات پر بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں سیدھی راہ دکھائی اور تم اس کے شکر گزار ہو جاؤ"۔

شروع روزوں کے احکام اور تبدیلی:

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "اصحابِ رسول ﷺ کی یہ حالت تھی کہ جب کوئی شخص روزہ رکھتا تھا اور افطار کا وقت آ جاتا تھا اور روزہ افطار کرنے سے پہلے ہی سو جاتا تھا تو پھر وہ نہ اُس رات کو کھاتا پیتا تھا اور نہ اگلے روز شام تک کچھ کھاتا پیتا تھا۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت سیدنا قیس بن صرمہ رضی اللہ عنہ روزہ دار تھے جب افطار کا وقت ہوا تو اپنی زوجہ سے پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ اس نے کہا موجود تو نہیں لیکن آپ کے لئے کہیں سے لاتی ہوں۔ یہ سارا دن تو کام کاج کرتے تھے۔ اس کے جاتے ہی نیند غالب ہوئی اور وہ سو گئے۔ جب وہ آئی تو اُن کو سوتے دیکھ کر بولی 'افسوس! اس کے بعد تو کھا ہی نہیں سکتے تھے۔ دوسرے دن دوپہر ہونے کو آئی تو ضعف کی وجہ سے اُن پر غشی طاری ہو گئی۔ 14 یہ قصہ سید الثقلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش ہوا تو اس وقت یہ آیت مبارکہ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ ..... (البقرۃ:187) نازل ہوئی"۔ اور کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ تمہیں صبح کی سفید دھاری کالی دھاری سے علیحدہ اور صاف نظر آنے لگے پھر پورا کرو روزہ رات تک"۔

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "(ابتدائے رمضان المبارک میں) لوگ اول شب میں سونے تک کھاتے پیتے تھے۔ عورتوں سے ہم بستر ہوتے تھے اور سونے کے بعد سے پھر صبح تک سب چیزوں سے باز رہتے تھے۔ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت ہوئی کہ بعد سونے کے زوجہ سے صحبت کر بیٹھے۔ یہ واقعہ رحمۃ للعالمین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کیا گیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسی وقت یہ آیت مبارکہ: اُحِلَّ لَكُمْ ...... اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ تک نازل فرمائی"۔ 15

حضرت سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں جب آیت کریمہ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ نازل ہوئی اس وقت تک "مِنَ الْفَجْرِ" کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔

"تو بہت سے آدمی ایسا کرتے تھے کہ جب روزہ رکھنے کا ارادہ کرتے تو اپنے دونوں پاؤں میں سفید اور سیاہ دھاگہ باندھ لیتے اور کھاتے رہتے جب وہ دونوں صاف نظر آنے لگتے اس وقت کھانے پینے سے رکتے جب اللہ ﷻ نے مِنَ الْفَجْرِ کے کلمات نازل فرمائے تو انہوں نے جانا کہ خَيْطِ اَبْيَض اور خَيْطِ اَسْوَد سے دن اور رات مراد ہے"۔ 16

14 مظہری جلد 1 ص 203۔ 15 تفسیر مظہری جلد 1 ص 203 'بخاری جلد 1 ص 647۔ 16 مظہری جلد 1 ص 205 'بخاری جلد 2 ص 647 'مسلم جلد 1 ص 349۔

عوام الناس کے لیے خوشخبری

زیر نگرانی

ماہر امراض

کارڈیالوجسٹ

ڈاکٹر قمر اقبال

ایم بی بی ایس، ایف سی پی ایس

سابق کارڈیالوجسٹ پنجاب انسٹی ٹیوٹ

آف کارڈیالوجی لاہور، کنسلٹنٹ کارڈیالوجسٹ

جناح ہسپتال لاہور

دل	معدہ
جگر	کالا یرقان
شوگر	بلڈ پریشر

دل کا معائنہ

بذریعہ

ایکو کارڈیوگرافی

ہیپاٹائٹس کے علاج کے لئے

اب انجکشن ضروری نہیں

ہیپاٹائٹس کا مکمل علاج

بذریعہ ادویات

بمقام نگینہ میڈیکل کمپلیکس

ہر ہفتہ کو صبح 11 بجے تا دوپہر 4 بجے

بلاک C-1 گجرپورہ (چائنہ) سکیم لاہور

الداعی الی الخیر: نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) پنجاب۔ 0344-4048537

Unic # 0095002
نگینہ انٹرنیشنل ٹوور اینڈ ٹریول
پرائیوٹ لمیٹڈ
Govt. Lic # Lhr/5661
A Name you can trust.
حج و عمرہ
اکانومی اور سٹار پیکج موجود ہیں
دنیا کے کسی ملک میں بھی جانا چاہیں
بارعایت ٹکٹ ہم سے بنوائیں
مفتی حافظ خلیل احمد یوسفی
رابطہ جامع مسجد محمد ابوبکر صدیق
C-1/480 گجر پورہ چائنہ سکیم لاہور
Email:naginaitravel@gmail.com
www.naginainternationaltravel.com
Cell:0322-4730747 Ph: 042-37330060

نگینہ جیولری ورکشاپ
ہمارے ہاں ہر قسم کی جیولری آرڈر پر تیار کی جاتی ہے
(ہول سیل ڈیلر)
پروپرائیٹر
محمد خرم شہزاد یوسفی
0322-4743180
دکان نمبر 6 خورشید مارکیٹ، گلی بیٹنگاں، سوہا بازار رنگ محل لاہور
042-37631431

روزہ اور خواتین

ترتیب: مسز شیخ فہد احمد یوسفی (پرنسپل جامعہ یوسفیہ برائے طالبات)

قرآن مجید میں ربّ کائنات ﷻ نے ارشاد عظیم فرمایا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝" اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی اور پرہیزگار ہو جاؤ"۔

اس میں تمام صاحب ایمان مردوں اور عورتوں سے خطاب فرمایا گیا ہے کیونکہ قرآن مجید کے اسلوب خطاب کے مطابق يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اُن مردوں اور عورتوں کے لئے بولا جاتا ہے جو امام الانبیاء حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے فرمانے سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات اقدس پر اور دیگر بنیادی ایمانی باتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ جن کی تفصیل قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔ روزوں کے احکام اور مسائل میں مردوں اور عورتوں کا تفصیل سے ذکر آتا ہے۔ روزے کے آداب جس طرح مردوں کو بجالانے ہوتے ہیں ایسے ہی عورتوں کو بھی تمام آداب بجالانے ہوتے ہیں جس طرح مردوں کو رعایتیں حاصل ہیں ایسے ہی عورتوں کو بھی رعایتیں حاصل ہیں۔

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے لئے حکم:

حضرت سیدنا انس بن مالک کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، قائد المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ (ﷻ) نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرما دی ہے اور مسافر اور دودھ پلانے والی اور حاملہ کو روزہ کی رخصت عطا فرمائی ہے"۔ 1

روزہ نہ رکھنے کی شرعی اجازت سفر، عورت کا حاملہ ہونا اور بچے کو دودھ پلانا ہے۔ اگر کوئی سفر پر ہو یا کوئی عورت حمل اور دودھ پلانے کی حالت میں ہو تو سرکار کائنات حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے رحمت فرماتے ہوئے روزہ نہ رکھنے کی رخصت عطا فرمائی ہے۔ اگرمذکورہ بالا افراد روزہ نبھانے کی طاقت رکھتے ہوں تو شریعت محمدیہ روزہ رکھنے پر اعتراض نہیں کرتی۔

شوہر کی طرف سے بیوی کو نفلی روزے رکھنے کا حکم:

عمر کے مدارج کے حساب سے عبادات کی مشغولیت بڑھتی رہتی ہے۔ عموماً جوانی میں لوگ کم عبادت کرتے ہیں مگر جوں جوں بوڑھے ہوتے جاتے ہیں عبادت کا شوق بڑھتا جاتا ہے۔ کئی خوش نصیب ایسے ہوتے ہیں جو جوانی سے ہی عبادت اور تقویٰ اور زہد کا حسین مرقع ہوتے ہیں۔ خواتین کی اکثریت بڑھاپے میں عبادت و وظائف وغیرہ میں دلجمعی سے مگن ہوتی ہیں۔ جوان اور بوڑھی نیک عورتوں اور متقی خواتین کا ذوق عبادت بھی دیدنی ہوتا ہے خصوصاً مختلف متبرک راتوں اور دنوں میں۔

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: "نبی الانبیاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ مجھے حکم فرماتے تھے کہ میں ہر ماہ تین روزے رکھوں جن میں پہلا روز پیر یا جمعرات کا ہو"۔ 2 یہ حکم استحبابی تھا نہ کہ وجوبی یعنی یہ حکم حکم واجب کے طور پر نہیں تھا۔ اسی واسطے ام المومنین حضرت ام سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وہ روزے نفلی ہوتے تھے۔

شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنے کی ممانعت:

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا: "کسی عورت کے لئے یہ درست نہیں ہے کہ وہ (1) جب اُس کا خاوند (گھر میں) موجود ہو تو اُس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے۔ اور (2) نہ اس کی اجازت کے بغیر کسی کو اس کے گھر میں آنے دے"۔ 3 یعنی جب شوہر گھر میں موجود ہو تو عورت کو چاہئے کہ اپنے

1 ابن ماجہ ص 121 – 2 ابوداؤد جلد 1 ص 339، مشکوۃ حدیث نمبر 2060، مرقاۃ جلد 4 ص 488، ابوداؤد حدیث نمبر 2450، نسائی حدیث نمبر 2419۔

شوہر سے نفلی روزہ رکھنے اور نفلی اعتکاف کرنے کی اجازت لے لے۔ اس کی صریح اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔ شوہر کی مرضی کے بغیر رکھا ہوا روزہ اور اعتکاف اس کے حق میں حائل ہوگا۔ لہٰذا حق والے سے اجازت لے لے۔ اس حق اور حکم سے نذر، منتیں اور رمضان المبارک کے فرضی روزے علیحدہ ہیں۔ کیونکہ وہ حق شرع ہیں۔ اگر کوئی عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزے رکھے تو خاوند اُس سے روزہ توڑنے کے لئے کہہ سکتا ہے اور صحبت کر سکتا ہے۔ مرد کو دن کے وقت بھی بیوی سے صحبت کرنے کا حق ہے۔ البتہ ایسی عورت کے لئے ایسے روزے کی قضاء واجب ہوگی۔ عورت کو نفل نماز سے منع نہیں کیا گیا کیونکہ وہ تھوڑی دیر کے لئے ہوتی ہے اور تھوڑے سے وقت میں ادا ہو جاتی ہے' اس سے شوہر کا حق صحبت نہیں مارا جاتا۔

عورت کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنے شوہر کی ناراضگی کا سبب بننے والے کسی مرد و عورت' اجنبی اور قریبی کو اپنے گھر میں نہ آنے دے۔ یہاں تک کہ شوہر بیوی کے والدین کو بھی اپنے گھر میں آنے سے روک سکتا ہے لیکن عورت کو اپنے ماں باپ سے ملنے سے نہیں روک سکتا۔

عورتوں کے حقوق کا لحاظ رکھنا چاہیے:

حضرت سیدنا مسلم قرشی ؓ فرماتے ہیں میں نے یا کسی نے صاحب التاج حضور سیدنا رسول کریم ﷺ سے عمر بھر کے روزوں (صیام الدھر) کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے۔ رمضان (المبارک) کے روزے اور اُس سے متصل روزے رکھو اور ہر بدھ و جمعرات کا روزہ رکھو تو تم سمجھو تم نے ساری عمر کے روزے رکھ لئے"۔ 4

شوہر کا جذبہ ایثار و قربانی:

شوہر بیوی کا اور بیوی' شوہر کی شریک حیات ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کی خوشیوں' دکھ درد اور گھر کی رونق اور آبادی میں وفادار ہوتے ہیں۔ لہٰذا شوہر کو بھی کبھی روزوں کے بارے میں ڈھیروں نیکیاں کمانے کا اپنی بیوی کو موقع فراہم کرنا چاہئے۔ کیونکہ واقع البلاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے روزوں کی اور روزہ رکھنے والوں کی بہت فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اگر شوہر کے کہنے پر یا شوہر کی رضامندی' خوشی اور ایثار کی وجہ سے بیوی روزہ رکھے گی تو شوہر کو بھی اللہ ﷻ اجر و ثواب عطا فرمائے۔ کیونکہ نیکی کی تبلیغ و تعلیم و ترغیب دینے پر اگر کوئی نیکی کرتا ہے تو جتنا نیکی کرنے والے کو ثواب ملتا ہے اُتنا ہی نیکی کی دعوت دینے والے کو بھی ثواب ملتا ہے۔

فضائل کی چند احادیث مبارکہ بطور شوق و ترغیب پیش خدمت ہیں۔ اللہ (ﷻ) نیکی کرنے کی ہمت اور توفیق نصیب فرمائے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رحمۃ للعالمین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو کوئی صاحب ایمان (مرد یا عورت) رضائے الٰہی کی تلاش میں ایک دن روزہ رکھے تو اللہ (ﷻ) اُسے دوزخ سے اُتنا دور فرمائے گا جیسے اُڑنے والے کوے کی دوری جب وہ بچہ ہو حتیٰ کہ بوڑھا ہو کر مرے"۔ 5 جب یہ اُس روزے کی شان ہے جو نفلی روزہ ہے تو فرضی روزہ کی عظمت و شان کا کیا کہنا۔ روزہ رکھنے میں رضائے الٰہی کی قید لگائی گئی ہے۔ کیونکہ عمل بغیر اخلاص قبول نہیں ہوتا اور نہ ہی اُس کے ثواب اور فوائد کا ظہور ہوتا ہے۔ کوے کی طبعی عمر ایک ہزار سال ہے (مرقاۃ) اور بہت تیز اُڑتا ہے۔ یہاں دوزخ سے

---

3 ابوداؤد جلد 1 ص 340 حدیث نمبر 2458' بخاری حدیث نمبر 5195' مسلم حدیث نمبر (84-1026) ترمذی حدیث نمبر 782' ابن ماجہ حدیث نمبر 1761' مسند احمد جلد 2 ص 444' مرقاۃ جلد 4 ص 451' مشکوٰۃ ص 178 حدیث نمبر 2031۔ 4 الترغیب والترہیب جلد 2 ص 126' مسند احمد جلد 6 ص 268' ترمذی حدیث نمبر 748' ابوداؤد حدیث نمبر 2432' مشکوٰۃ حدیث نمبر 2061' کنزالعمال حدیث نمبر 23666' مرقاۃ جلد 4 ص 489۔ 5 مجمع الزوائد جلد 3 ص 181' درمنثور جلد 1 ص 181' المعجم الکبیر للطبرانی جلد 7 ص 56' مشکوٰۃ حدیث نمبر 2074' مرقاۃ جلد 4 ص 498۔

انتہائی دُوری بتانے کے لئے بطورِ مثال ارشادِ مبارک ہوا کہ کوے کا بچہ اگر پیدا ہوتے ہی اُڑنا شروع کر دے اور مرتے دم یعنی ایک ہزار سال تک برابر اُڑتا رہے تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے گھونسلے سے جتنی دُور جائے گا' اللہ تبارک وتعالیٰ روزے دار کو دوزخ سے اُتنی دُور رکھے گا۔ حدیث پاک کے معنی بالکل ظاہر اور واضح ہیں' کسی قسم کی تاویل کی ضرورت نہیں۔ ربّ ذوالجلال والاکرام کی عطائیں ہمارے وہم وگمان سے وراء ہیں۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حبیبِ کبریا حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لِكُلِّ شَيْءٍ زَكٰوةٌ وَ زَكٰوةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ [6] "ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے"۔ روزوں کی برکت سے اکثر آدمی دُبلے ہو جاتے ہیں۔ جسم کا کچھ گوشت گل جاتا ہے۔ خواتین عام طور پر جسمانی طور پر موٹی ہو جاتی ہیں۔ روزے کی برکت سے جسمانی طور پر اُن میں توازن پیدا ہو گا۔ نیز جس طرح مردوں کی خواہش ہے کہ ہم گناہوں سے پاک ہو جائیں ایسے ہی مومن مرد کی رفیقِ سفر شریکِ حیات کی بھی خواہش ہو گی کہ گناہوں سے پاک وصاف ہو جائے۔ روزہ کی برکت سے آگ روزہ دار مرد و عورت تک نہ پہنچ سکے گی۔

اگر روزہ دار (مرد یا عورت) کو کھانے کی دعوت ملے تو:

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' شمس العارفین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو دعوتِ طعام دی جائے اور وہ روزہ دار ہو تو کہہ دے میں روزے سے ہوں۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو قبول کر لے پھر اگر روزہ دار ہو تو میزبان کے لئے دُعا کر دے اور اگر روزے دار نہیں تو کھانا کھالے"۔ [7]

اگرچہ نفلی روزہ چھپانا بہتر ہے مگر جب کسی کی دعوت میں آدمی چلا جائے اور کھانا نہ کھائے اور نہ ہی بتائے کہ میں روزہ سے ہوں تو صاحبِ خانہ کے دل میں بدگمانی' کدورت' عداوت اور رنج و غم پیدا ہو سکتے ہیں' اس لئے اظہار کرنے میں حرج نہیں۔ میزبان کی خوشی اور مسلمان کو جائز کاموں میں خوش کرنا بھی عبادت ہے۔

حضرت سیدنا صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی بیوی کا واقعہ:

حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ہم لوگ سرکارِ کائنات حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عورت آئی' عرض کرنے لگی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) جب میں نماز پڑھتی ہوں تو میرا شوہر (حضرت) صفوان بن معطل (رضی اللہ عنہ) مجھے مارتا ہے اور جب میں روزہ رکھتی ہوں تو میرا روزہ تڑوا دیتا ہے اور خود وہ نمازِ فجر نہیں پڑھتا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے۔

جب یہ عورت باتیں کر رہی تھی تو حضرت سیدنا صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ آپ ﷺ نے اُن سے پوچھا' تمہاری بیوی کیا کہتی ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ جو کہتی ہے کہ نماز پر مجھے مارتا ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ نماز میں دو دو سورتیں پڑھتی ہے میں اسے منع کرتا ہوں اور یہ سنتی ہی نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: لَوْ كَانَتْ سُوْرَةٌ وَّاحِدَةٌ لَكَفَتِ النَّاسَ "ایک سورت پڑھنا ہی لوگوں کو کفایت کرتی ہے"۔ اور یہ جو کہتی ہے کہ میرا روزہ تڑوا دیتا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ مسلسل روزے رکھتی رہتی ہے اور میں جوان ہوں اور انتظار کرنے کی طاقت نہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اُس دن سے فرمایا: لَا تَصُوْمُ امْرَأَةٌ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا "کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہ رکھے"۔ اور یہ جو کہتی ہے میں فجر کی نماز نہیں پڑھتا

[6] ابوداؤد جلد 1 ص 341، مجمع الزوائد جلد 3 ص 182، ابن ماجہ حدیث نمبر 1745، درمنثور جلد 1 ص 181، المعجم الکبیر للطبرانی جلد 6 ص 193 — [7] ابوداؤد جلد 1 ص 341، ابن ماجہ حدیث نمبر 1750۔

یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ میں محنت مزدوری کرنے والا آدمی ہوں سب جانتے ہیں میں رات کو پانی بھرتا ہوں صبح میری آنکھ نہیں کھلتی یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فَاِذَا اسْتَيْقَظْتَ فَصَلِّ 8 "جب تیری آنکھ کھلے تو تو نماز پڑھ لیا کر"۔ 9

حائضہ عورت کا روزہ:

حضرت سیدہ معاذہ عدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں! میں نے اُمّ المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا: "حائضہ (حیض والی عورت) کا کیا حال ہے کہ وہ روزہ کی قضاء کرتی ہے نماز کی قضاء نہیں کرتی۔ (اُمّ المومنین حضرت سیدہ) عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے فرمایا: ہمیں یہ عارضہ آتا تھا تو ہمیں روزہ کی قضاء کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیا جاتا تھا"۔ 10

حکمت: عورتوں کو حیض آنے کی وجہ سے تین سے لے کر دس تک روزوں کی قضاء کرنا پڑتی ہے۔ لہٰذا ان میں دشواری نہیں جبکہ نمازیں ہر ماہ 15 سے لے کر 80 تک چھوٹ جاتی ہیں جن کی ادائیگی بہت دشوار ہے۔ اس لئے اس حکمت کے تحت روزہ کی قضاء اور نمازوں کی معافی کا حکم فرمایا ہے۔ اب دیکھئے تو نماز بھی فرض ہے جیسے روزہ فرض ہے۔ مگر رحیم و کریم پروردگار ﷻ اور رحمۃ للعالمین سرکار کائنات ﷺ نے اُمت کی اس صنف کو مشقت اور دیگر خانہ داری، گھریلو اور شوہر کے حقوق کی ادائیگی کی بناء پر نرمی فرماتے ہوئے رخصت عطا فرمائی ہے۔ خواتین کو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم اور امام الانبیاء حضور سیدنا رسول کریم رؤوف ورحیم ﷺ کے اس احسان اور انعام پر کروڑوں بلکہ بے حد وحساب شکر ادا کرنا چاہیے۔

(صفحہ نمبر 28 کا بقیہ)

ہیں: "میں نے نبیٔ رحمت حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کو بے شمار مرتبہ روزے کی حالت میں مسواک کرتے ہوئے دیکھا"۔ 13

اُمّ المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ نبیٔ رحمت حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "روزے دار کا بہترین مشغلہ مسواک ہے"۔ 14

اسی حدیث شریف کی وجہ سے حضرت سیدنا امام ابوحنیفہ اور حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ روزے میں ہر وقت ہر قسم کی مسواک بلا کراہت جائز ہے۔ زوال سے پہلے کرے یا زوال کے بعد' تر مسواک کرے یا خشک بہر حال بلا کراہت درست ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تبارک وتعالیٰ کو ایسے پیاری ہے جیسے غازی کے قدم کی گرد وغبار' اگر غازی اپنے قدموں پر ویسے ہی خاک ڈال لے تو ثواب ملتا نہیں اور اگر وہ قدموں کی دھول جھاڑ دے تو ثواب گھٹتا نہیں۔ ایسے ہی اگر روزہ دار بہ تکلف منہ میں بو پیدا کرلے تو ثواب ملتا نہیں اگر مسواک کر لے تو ثواب گھٹتا نہیں۔

رمضان المبارک کے ایک روزے کا مقام:

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا: "جو شخص ماہ رمضان المبارک میں بغیر شرعی عذر کے اور بغیر کسی بیماری کے ایک دن کا روزہ نہیں رکھتا وہ بعد میں ساری عمر روزے رکھے تو وہ درجہ نہ پائے گا جو رمضان المبارک میں رکھنے سے پاتا ہے"۔ (اگرچہ شرعاً ایک روزے سے اس کی قضاء ادا کی جائے گی) 15

---

8 ابوداؤد جلد 1 ص 340۔ 9 یا حتیاً نبی کریم رؤوف ورحیم ﷺ ہے۔ 10 مشکوٰۃ ص 178 حدیث نمبر 2032 مسلم حدیث نمبر (69-335)۔

13 ابوداؤد حدیث نمبر 2364 ترمذی حدیث نمبر 725 مسند احمد جلد 3 ص 445 مشکوٰۃ حدیث نمبر 2009 مرقاۃ جلد 4 ص 439۔ 14 ابن ماجہ ص 122 حدیث نمبر 1677۔

15 ابن ماجہ ص 121 حدیث نمبر 1672 ترمذی حدیث نمبر 723 ابوداؤد جلد 1 ص 333۔

نمازِ تراویح ادا کرنے والوں کی نذر

(ادارہ)

نمازِ تراویح مسلمانوں کے لئے ایک زائد نماز ہے جو صرف ماہِ رمضان المبارک میں ادا کی جاتی ہے اور ماہِ صیام کا چاند نظر آتے ہی پہلی رات سے نمازِ عشاء کی جماعت کے بعد دو سنتیں اور دو نفل پڑھنے کے بعد باجماعت بیس رکعتیں پڑھی جاتی ہیں اور روزوں کے مہینے میں نمازِ تراویح کو باجماعت ادا کرنے کے بعد وتر بھی باجماعت ادا کئے جاتے ہیں۔ جو مسلمان باجماعت نمازِ عشاء ادا کرتا ہے وہ وتر بھی باجماعت پڑھتا ہے اور جس کی نمازِ عشاء باجماعت ادا نہ ہو سکے وہ وتر بھی اکیلا ہی پڑھتا ہے۔

حضرت سیدنا سلمان فارسی ؓ فرماتے ہیں "ختم المرسلین حضرت سیدنا رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے شعبان المعظم کے مہینہ کے آخری دن ہمیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: **جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَّ قِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا** [1] "اس (ماہِ مبارک) کے روزے اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ نے فرض قرار دیئے گئے ہیں اور اس کی راتوں کا قیام زائد عبادت قرار دیا ہے"۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے ختم المرسلین حضرت سیدنا رسول اللہ ﷺ کو رمضان المبارک کے مقدس مہینے کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ **مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ** [2] "جو ایمان کے ساتھ طلب ثواب کی نیت سے ماہِ رمضان (المبارک کی راتوں میں نمازِ تراویح پڑھنے کے لئے) کھڑا ہوا اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں"۔

ختم المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ خود بھی نمازِ تراویح پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ نے تین راتیں نمازِ تراویح باجماعت کروائی پھر اس خیال سے کہ کہیں یہ نماز فرض نہ ہو جائے جماعت ترک فرمائی اور آستانہ اقدس میں اکیلے ہی نمازِ تراویح ادا فرماتے رہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

حضرت سیدنا ابوذر ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ "ہم نے سید کائنات رحمۃ اللعالمین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزے رکھے تو سید کائنات رحمۃ اللعالمین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ رمضان (المبارک کے مہینے) میں قیام نہ فرمایا یہاں تک کہ (انتیس دنوں والے رمضان المبارک کے) سات دن باقی رہ گئے پھر ختم المرسلین حضرت سیدنا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ہمارے ساتھ تیسویں رات کو قیام فرمایا یہاں تک کہ تہائی رات گزر گئی پھر چھٹی رات (اختتام کی طرف سے) یعنی چوبیسویں رات ہوئی تو آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام (ماہِ رمضان المبارک) نہ فرمایا (یعنی ہمارے ساتھ نمازِ تراویح ادا نہ فرمائی) پھر اس حساب سے پانچویں شب یعنی پچیسویں رات آئی تو حضور سید العالمین ﷺ نے (مسجد نبوی شریف میں تشریف لا کر) ہمارے ساتھ قیام (رمضان المبارک) فرمایا' یہاں تک کہ نصف رات گزر گئی۔ پھر (حضرت سیدنا ابوذر ؓ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کاش! اس رات کے قیام کو آپ ﷺ ہمارے لئے زیادہ فرماتے۔ حضور سید العالمین ﷺ نے فرمایا: **اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا قَامَ مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ كُتِبَ لَهٗ قِيَامُ لَيْلَةٍ** "جب کوئی شخص امام کے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس کے لئے رات کا قیام لکھا جاتا ہے"۔

پھر جب اس حساب سے چوتھی رات یعنی چھبیسویں رات

---

1. بیہقی فی شعب الایمان جلد 7 ص 217' صحیح ابن خزیمہ جلد 3 ص 191' مشکوٰۃ ص 173' الترغیب والترہیب جلد 2 ص 94' درمنثور جلد 1 ص 184' کنز العمال حدیث نمبر 23714۔
2. بخاری جلد 1 ص 10-269' شرح السنہ جلد 3 ص 508' دارمی جلد 2 ص 26' الترغیب والترہیب جلد 2 ص 91' مسند احمد جلد 2 ص 408-281' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 2 ص 493-492' ابوداؤد جلد 1 ص 201' نسائی جلد 1 ص 308-307' مسلم جلد 1 ص 259' مجمع الزوائد جلد 2 ص 173' مشکوٰۃ ص 114' قرطبی جلد 4 ص 8624' ص 258' موطا امام مالک ص 90' ترمذی جلد 1 ص 107

آئی تو حضور سید العالمین ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا۔ پھر اس کے بعد بحساب مذکور تیسری یعنی ستائیسویں شب آئی تو حضور ختم المرسلین سیدنا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ازواج مطہرات اہل وعیال اور صحابہ کرام ؓ کو جمع فرمایا اور ہمارے ساتھ قیام فرمایا یہاں تک کہ ہم ڈرے کہ ہم سے فلاح فوت نہ ہو جائے۔ میں نے کہا' فلاح کیا ہے؟ فرمایا: سحری۔ پھر بقیہ مہینے (یعنی مہینے کی باقی راتوں) میں شفیع المذنبین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا"۔ 3

دوسری روایت مبارکہ میں مذکورہ بالا حدیث شریف کے عنوان کی تکمیل ہے۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' شفیع المذنبین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ آدھی رات کو باہر تشریف لائے اور مسجد میں نماز پڑھی اور آپ ﷺ کے ساتھ لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ صبح کو لوگوں نے اس کا تذکرہ کیا تو دوسرے روز اس سے زیادہ لوگ جمع ہو گئے اور انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز (تراویح) پڑھی۔ صبح لوگوں نے اس کا چرچا کیا تو تیسری رات نمازی بہت زیادہ ہو گئے۔ شفیع المذنبین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور نماز پڑھی۔ لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب چوتھی رات آئی تو مسجد نمازیوں سے عاجز آ گئی (یعنی خوب بھر گئی اس رات آپ ﷺ مسجد میں نماز تراویح پڑھنے کے لئے تشریف نہیں لائے) حتیٰ کہ آپ ﷺ صبح کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے جب فجر کی نماز ادا فرمائی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ مبارکہ پڑھا' پھر فرمایا: اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی حمد وثناء کے بعد! شان یہ ہے کہ مسجد میں تمہارا موجود ہونا مجھ پر مخفی نہ تھا۔ لیکن مجھے ڈر ہوا کہ کہیں تم پر (تراویح کی) نماز فرض نہ ہو جائے پھر تم اس کے ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ حضور ختم المرسلین سیدنا رسول اللہ ﷺ دنیا سے پردہ فرما گئے اور یہ معاملہ اسی طرح رہا۔ 4 اور ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے کہ ایک رات ختم المرسلین حضور سیدنا نبی اللہ ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھی تو لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر دوسری رات آپ ﷺ نے نماز پڑھی تو لوگ اور زیادہ جمع ہو گئے پھر تیسری یا چوتھی رات لوگ اور زیادہ جمع ہو گئے اور ختم المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ لوگوں کے پاس تشریف نہ لائے جب صبح ہوئی تو فرمایا جو کچھ تم نے کیا میں نے دیکھا ہے اور تمہارے پاس آنے سے مجھے کسی نے منع نہیں کیا مگر اس بات نے کہ تم پر رات کی نماز (یعنی قیام رمضان یا نماز تراویح) فرض ہو جائے گی اور یہ رمضان المبارک کا واقعہ ہے۔ 5

مذکورہ بالا روایات سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ ماہِ رمضان شریف کی تین راتوں میں حضور شفیع المذنبین ﷺ نے اول شب سے نماز تراویح شروع فرمائی۔ پہلی رات میں تہائی حصہ گزرنے کے بعد فراغت ہوئی' دوسری رات نصف شب گزر جانے کے بعد اور تیسری رات اول تا آخر نماز پڑھنے میں گزری۔ بہرحال یہ حقیقت بخوبی واضح ہے کہ نماز تراویح تینوں راتوں میں شفیع المذنبین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے اول وقت میں پڑھی۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّاْمُرَهُمْ فِيْهِ بِعَزِيْمَةٍ 6 "شفیع المذنبین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ ماہِ رمضان المبارک میں نماز تراویح پڑھنے کی تاکید فرماتے مگر حکم نہیں فرماتے تھے کہ لوگ عزیمت میں مبتلا ہوں"۔

3 شرح السنہ جلد 2 ص 511' ابوداؤد جلد 1 ص 202' ترمذی جلد 1 ص 166' نسائی جلد 1 ص 238۔ 4 بخاری جلد 1 ص 269' مسلم جلد 1 ص 269' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 2 ص 492۔ 5 شرح السنہ جلد 2 ص 509-508' بخاری جلد 1 ص 152' مسلم جلد 1 ص 259' موطا امام مالک ص 95' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 2 ص 492' نسائی جلد 1 ص 238' ابوداؤد جلد 1 ص 201۔ 6 بخاری جلد 1 ص 269' مسلم جلد 1 ص 259' ابوداؤد جلد 1 ص 201' نسائی جلد 1 ص 307' ترمذی جلد 1 ص 167' مسند احمد جلد 2 ص 281' السنن الکبریٰ

جو ایمان کے درست کرنے اور ثواب حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھے تو اُس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے جب امام الانبیاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے دُنیا سے پردہ فرمایا' تو امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یہی طریقہ رہا' پھر امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شروع خلافت میں بھی یہی طریقہ رہا۔

حضرت سیدنا عبد الرحمٰن بن عبد القاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رمضان المبارک کی رات امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف گیا تو لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ رہے تھے۔ کوئی شخص تنہا نماز پڑھ رہا ہے' کوئی نماز پڑھتا ہے تو اُس کے ساتھ کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں۔ امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اگر میں ان سب کو ایک قاری پر متفق کر دوں تو بہت ہی اچھا ہوگا۔ پھر اُنہوں نے یہ عزم کر لیا اور اُن کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر متفق کیا۔ حضرت سیدنا عبد الرحمٰن بن عبد القاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر دوسری رات میں امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا اور لوگ اپنے قاری صاحب کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ تو امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذَا " یہ اچھی بدعت ہے۔" رات جس میں سوئے رہتے ہیں' اس سے بہتر ہے جس میں کھڑے رہتے ہیں۔ اُن کی مراد رات کا آخری حصہ تھا اور لوگ رات کے پہلے حصے میں کھڑے ہوتے تھے۔ 7

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بدعت اس لئے فرمایا کہ ختم المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کے ظاہری زمانہ حیات میں اور اسی طرح خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں پورا مہینہ نماز تراویح باجماعت نہیں پڑھی جاتی تھی۔ دراصل بدعت کا معنی یہ ہے کہ کوئی ایسا فعل جاری کیا جائے جو سیدِ عالم ﷺ کے ظاہرہ زمانہ شریف میں نہ تھا۔ اُس کی بڑی دو قسمیں ہیں۔ اگر وہ شریعت میں مستحسن افعال میں سے ہے تو بدعت حسنہ ہے اور اگر شریعت کے مستحسن افعال میں سے نہیں ہے تو بدعت سیۂ ہے اور مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ 8 کے پیش نظر سید عالم ﷺ کے ظاہری زمانہ حیات کے بعد ہر نیا فعل اگر مسلمانوں کی نگاہ میں اچھا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی نگاہ میں بھی اچھا ہے۔ اس مذکورہ بالا حدیث شریف میں تراویح کی تعداد کا ذکر نہیں ہے۔

تعدادِ تراویح

حضرت امام قسطلانی علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے کہ حدیث شریف میں اس کا ذکر نہیں کہ حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کتنی رکعتیں پڑھاتے تھے۔ جمہور علماء نے کہا کہ وہ وتر کے علاوہ پانچ ترویحات یعنی بیس (20) رکعتیں پڑھاتے تھے اور ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرتے تھے۔ حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں رمضان المبارک میں تراویح کی نماز بیس (20) رکعتیں پڑھتے تھے۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے موطا امام مالک میں حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لوگ امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں رمضان المبارک میں تراویح کی نماز بیس (20) رکعتیں پڑھتے تھے اور انکے علاوہ وہ تین وتر پڑھتے تھے۔ علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ تراویح کی نماز میں بیس (20) رکعتیں ہیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ اور سنن بیہقی میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ خاتم النبیین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں جماعت کے بغیر بیس (20) رکعتیں پڑھتے

7 بخاری جلد 1 ص 269' شرح السنۃ جلد 2 ص 510' موطا امام مالک ص 97' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 2 ص 493۔ 8 نصب الرایۃ جلد 4 ص 133' مستدرک حاکم جلد 3 ص 78

تھے اور اس کے بعد وتر پڑھتے تھے۔ 9

حدیث حضرت سیدنا سائب بن یزید ؓ:

حضرت سیدنا سائب بن یزید ؓ سے مروی ہے: كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ خَطَّابٍ ؓ فِيْ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً 10 یہ کہ "(امیر المومنین حضرت سیدنا) عمر بن خطاب ؓ کے دور خلافت میں (لوگ) بیس رکعت (تراویح) پڑھتے تھے"۔

حدیث حضرت سیدنا یزید بن رومان ؓ:

مؤطا امام مالک میں حدیث شریف ہے جس کے راوی حضرت سیدنا یزید بن رومان ؓ ہیں۔ فرماتے ہیں: كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلٰثٍ وَّ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً 11 "کہ لوگ امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب ؓ کے دور خلافت میں (۲۳) تیئیس رکعات پڑھتے تھے۔ (بیس رکعت نماز تراویح اور تین وتر)

حدیث حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَّالْوِتْرَ 12 یہ کہ "سید الانبیاء حضرت سیدنا رسول اللہ ﷺ رمضان (المبارک) میں ہمیشہ بیس رکعت (نماز تراویح) اور وتر پڑھتے تھے"۔

اگر یہ سوال ہو کہ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کی کہ سید عالم حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے ان میں تین وتر شامل ہیں۔

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن ؓ سے روایت ہے انہوں نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ قَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ۔ 13

"(حبیب کبریا، حضور سیدنا) رسول اللہ ﷺ کی رمضان المبارک میں نماز کیسی تھی؟ تو (ام المومنین حضرت سیدہ) عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے فرمایا: آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ آپ چار رکعتیں پڑھتے تو ان کے حسن اور طول کو نہ پوچھو پھر چار پڑھتے تو ان کے حسن اور طول کو نہ پوچھو پھر تین رکعتیں پڑھتے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ ﷺ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنک)! میری آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار رہتا ہے"۔

یہ تہجد کی نماز ہے جو آپ ﷺ رمضان المبارک کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی پڑھتے تھے۔ یہ تراویح کی نماز نہیں کیونکہ آپ ﷺ یہ ہمیشہ پڑھتے تھے اور ان میں آپ ﷺ کی خصوصیت ہے اسی لئے ان پر دوام واستمرار کے باوجود یہ امت پر فرض نہیں اور تراویح کی نماز تین دن پڑھ کر ترک کر دی اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ آپ اس لئے باہر تشریف نہیں لائے کہ کہیں امت پر یہ نماز فرض نہ ہو جائے۔ اگر آٹھ رکعتیں تراویح ہوتیں تو مذکور حدیث شریف کی رو سے یہ امت پر فرض ہونی چاہئے تھیں حالانکہ ایسا نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام قسطلانی علیہ الرحمہ نے کہا یہ تراویح کی نماز نہیں تہجد کی نماز ہے کیونکہ غیر رمضان میں تراویح کی نماز نہیں ہے۔ حنابلہ نے کہا تراویح کی نماز بیس رکعتیں

9 تفہیم البخاری جلد 3 ص 284 ۔ 10 السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 2 ص 296 تفہیم البخاری جلد 3 ص 284 نصب الرایہ جلد 2 ص 154 ۔ 11 مؤطا امام مالک ص 98 باب ما جاء فی قیام رمضان، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 2 ص 496 12 مصنف ابن ابی شیبہ جلد 2 ص 394 السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 2 ص 496 مجمع الزوائد جلد 3 ص 172

ہیں۔ الحاصل بیس رکعتیں تراویح پر چاروں اماموں کا اتفاق ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہے کہ امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بیس (20) رکعتیں پڑھی جاتی تھیں۔ سرکار کائنات حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد (حضرت) ابوبکر اور (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی پیروی کرو پس تراویح کی نماز آٹھ رکعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کے خلاف ہے۔

غیر مقلدین کے امام وحید الزماں صاحب نے تیسیر الباری شرح بخاری میں لکھا ہے: امام نووی علیہ الرحمہ نے کہا قیام رمضان سے تراویح ہی مراد ہے۔ کرمانی نے اس پر اتفاق نقل کیا ہے۔ حافظ نے کہا قیام رمضان سے رات کو نفل پڑھنا مراد ہے تراویح ہو یا تہجد اور صحیح یہ ہے کہ رات کو شفیع المذنبین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی نماز پڑھی اُسی کو تہجد کہو یا تراویح جب آپ ﷺ نے رمضان میں تین راتوں تک شروع رات میں یہ نماز پڑھی تو اس کو تراویح کہا اور جب آخیر رات میں پڑھی تو اس کو تہجد کہا اور دونوں صحیح روایت میں آٹھ (8) رکعتیں تھیں اور یہ روایت کہ آپ ﷺ نے تراویح کی بیس (20) پڑھیں ضعیف ہے۔ البتہ امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بہ سند صحیح بیس (20) رکعتیں پڑھنا منقول ہے۔ (تیسیر الباری جلد 3 ص 147 مِن وعَن)

قارئین کرام! تہجد اور تراویح دو مختلف نمازیں ہیں۔ یہ لوگ شارح اور اپنی قوم کے رہنما ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں لیکن انہیں تہجد اور تراویح کا فرق سمجھ نہیں آرہا۔ عرض ہے تہجد کا لفظ ہجود سے ہے ہجود کا معنی ہے نیند۔ تہجد وہ نماز ہے جو عشاء کی نماز پڑھ کر سو جانے اور نیند چھوڑنے کے بعد ادا کی جاتی ہے۔

جبکہ تراویح کی نماز وہ زائد نماز ہے جو صرف ماہ رمضان المبارک میں ادا کی جاتی ہے اور عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد سونے سے پہلے ادا کی جاتی ہے۔

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت نماز تراویح کو باجماعت شروع فرمادیا تو کسی صحابی (رضی اللہ عنہ) نے اعتراض نہ کیا بلکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر عمل کیا۔ پھر آپ تک اس پر عمل ہوتا آرہا ہے۔ سید عالم سرور کون ومکاں ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ 14 "یعنی تم میری سُنّت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سُنّت لازم پکڑو"۔ نیز فرمایا: اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ 15 "میرے بعد (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کی اقتداء کرنا"۔ امیر المومنین حضرت سیدنا فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) کی شان میں خاص طور پر فرمایا: لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ 16 "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) ہوتے"۔

غیر مقلدین یہ ثابت کرنے کے لئے کہ تراویح آٹھ رکعات ہیں بیس رکعات نہیں۔ اشتہارات اور رسائل چھاپ کر ہزاروں روپے برباد کردیتے ہیں۔ لیکن نصوص قطعیہ سے آٹھ تراویح ثابت نہیں کرسکے یہ لوگ وہی پیسے یتیموں، غریبوں، محتاجوں اور مجاہدین اسلام کی خدمت میں صرف کریں۔ ایک بات فیصلہ شدہ اور روز روشن کی طرح واضح ہے اس کے متعلق اشتہارات پر پیسے برباد کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ غیر مقلدین اپنے قاعدے کلیے سے تسلیم کرتے ہیں کہ تراویح آٹھ رکعت نہیں۔ پھر بھی آٹھ رکعت کی رٹ لگانے میں مصروف ہیں۔ نبی آخر الزماں ﷺ کی سُنّت مبارکہ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سُنّت مقدسہ بیس تراویح ہے۔ نماز تراویح کی تعداد سے بخوبی واقف ہونے کے لئے یہ بات جاننا

---

14 المعجم الکبیر للطبرانی جلد 18 ص 247-246، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 10 ص 114، تلخیص الحبیر جلد 4 ص 190، نصب الرایہ جلد 1 ص 126، الترغیب والترہیب جلد 1 ص 78۔ 15 مسند احمد جلد 3 ص 382، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 5 ص 12، جلد 8 ص 153، مستدرک حاکم جلد 3 ص 75، مجمع الزوائد جلد 9 ص 20853، تلخیص الحبیر جلد 4 ص 190، در منثور جلد 1 ص 330، شرح السنہ جلد 7 ص 194۔ 16 مستدرک حاکم جلد 3 ص 85، المعجم الکبیر للطبرانی جلد 17 ص 298

ضروری ہے کہ تراویح کو تراویح کیوں کہتے ہیں اور اس کے معنی کیا ہیں؟ اور گرامر میں اس کا مقام کیا ہے؟

اس بات سے ہر صاحب علم واقف ہے کہ اردو، انگریزی، فارسی اور پنجابی زبان میں یہ اصول ہے کہ ایک چیز کو واحد شمار کیا جاتا ہے اور دو کو جمع میں گنا جاتا ہے جبکہ عربی میں اصول ان زبانوں کے مقابلے میں مختلف ہے۔ عربی میں ایک چیز واحد شمار ہوتی ہے دو کا عدد تثنیہ میں شمار ہوتا ہے اور تین سے جمع کا صیغہ شروع ہوتا ہے۔ اس کلیہ کے مطابق آپ باحوالہ تراویح کے معنی ملاحظہ فرمائیں۔

بحر الرائق جلد 2 ص 66 میں ہے: اَلتَّرَاوِيْحُ جَمْعُ تَرْوِيْحَةٍ وَهِيَ فِي الْأَصْلِ مَصْدَرٌ بِمَعْنَى الْإِسْتِرَاحَةِ سُمِّيَتْ بِهِ الْأَرْبَعُ رَكْعَاتٍ الْمَخْصُوْصَةِ لِاسْتِلْزَامِهَا اسْتِرَاحَةً كَمَا هُوَ السُّنَّةُ فِيْهَا 17 "تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور وہ اصل میں مصدر ہے بمعنی استراحت کے چار مخصوص رکعتوں کا نام ترویحہ اس لئے رکھا گیا کہ سنت (مبارکہ) کے مطابق ان چار رکعتوں کے بعد استراحت لازم ہے"۔

موطا امام مالک ص 97 حاشیہ نمبر 2 میں لکھا ہے ماہ رمضان (المبارک) میں جو قیام کیا جاتا ہے اس کا نام تراویح ہے۔ حضرت امام کرمانی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے قیام رمضان سے مراد تراویح ہے اور اس پر اتفاق ہے اور شرح کبیر میں ہے تراویح، قیام رمضان ہے۔

اَلتَّرَاوِيْحُ جَمْعُ تَرْوِيْحَةٍ وَهِيَ الْمَرَّةُ الْوَاحِدَةُ مِنَ الرَّاحَةِ كَتَسْلِيْمَةٍ مِنَ السَّلَامِ سُمِّيَتِ الصَّلٰوةُ جَمَاعَةً فِيْ لَيَالِيْ رَمَضَانَ تَرَاوِيْحَ لِأَنَّهُمْ أَوَّلَ مَا اجْتَمَعُوْا عَلَيْهَا كَانُوْا يَسْتَرِيْحُوْنَ بَيْنَ كُلِّ تَسْلِيْمَتَيْنِ قَالَهُ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ وَقَالَ الْمَجْدُ فِي الْقَامُوْسِ تَرْوِيْحَةُ شَهْرِ رَمَضَانَ سُمِّيَتْ بِهَا لِاسْتِرَاحَةٍ بَعْدَ كُلِّ أَرْبَعِ رَكْعَاتٍ 18 "تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ واحد کا صیغہ ہے۔ راحت سے مشتق ہے جو نماز ماہ رمضان المبارک کی راتوں میں باجماعت پڑھی جاتی ہے اس کا نام تراویح اس لئے رکھا گیا ہے کہ جب ابتداء میں لوگ اس نماز کو باجماعت پڑھنے لگے تو ہر دو سلاموں (یعنی چار رکعتوں) کے بعد آرام کرتے تھے"۔

غیر مقلدین کا ترجمان رسالہ ہفت روزہ اہلحدیث لکھتا ہے۔ "تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ راحت سے ہے بمعنی آرام کے صحابہ چار رکعتوں کے بعد آرام کیا کرتے تھے۔ السنن الکبریٰ للبیہقی میں ہے۔ کان یتروحون بعد اربع یعنی صحابہ چار رکعتوں کے بعد آرام کیا کرتے تھے۔ اسی مناسبت سے اس کو نماز تراویح کہا گیا ہے"۔ (من وعن ہفت روزہ اہلحدیث جلد 23-15 رمضان المبارک 1412ھ 20 مارچ 1992ء شمارہ نمبر 12)

حضرت سیدنا امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا ابوالخصیب رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت نقل کی ہے "ہمیں حضرت سیدنا سوید بن غفلہ علیہ الرحمہ رمضان المبارک میں پانچ ترویحے نماز پڑھایا کرتے تھے۔ یعنی بیس رکعات اور لکھتے ہیں شتیر بن شکل اصحاب علی رضی اللہ عنہ میں سے تھے۔ وہ رمضان المبارک میں بیس رکعت نماز تراویح ہمیں پڑھاتے تھے اور تین وتر۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 2 ص 496)

اگرچہ غیر مقلدین بھی تراویح کے سنت مبارکہ ہونے کے قائل ہیں۔ جیسا کہ غیر مقلدین کے ترجمان ہفت روزہ الاعتصام لاہور نے لکھا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَقَالَ اِنَّ

17۔ حاشیہ موطا امام مالک ص 97 چھاپہ میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی۔ 18۔ حاشیہ موطا امام مالک ص 97، فتح الباری جلد 4 ص 314 "کتاب صلاۃ التراویح" چھاپہ بیروت لبنان، زرقانی شرح موطا امام مالک جلد 1 ص 213 مطبوعہ مصر

رَمَضَانَ شَهْرٌ اِفْتَرَضَ اللّٰهُ صِيَامَهُ وَ اِنِّيْ سَنَنْتُ لِلْمُسْلِمِيْنَ قِيَامَهُ 19ے "رسول اللہ ﷺ نے ماہِ رمضان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا" اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے اور اس کی راتوں کا قیام میری سنت ہے"۔ (من وعن بحفت روزہ الاعتصام جلد 32' 30 شعبان 1401ھ جمعۃ المبارک' 3 جولائی 1981ء شمارہ 49)

غیر مقلدین بیس رکعت کی بجائے آٹھ رکعت کے قائل ہیں۔ حالانکہ آٹھ رکعت کو تراویح کہنا ہی صحیح نہیں۔ اس لئے عبارات منقولہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ترویحہ چار رکعت کو کہتے ہیں اور تراویح' ترویحہ کی جمع ہے اور عربی میں واحد' تثنیہ اور جمع کے صیغے استعمال ہوتے ہیں۔ ترویحہ چار رکعت کے لئے بولا جاتا ہے۔ اس کی تثنیہ ہے ترویحتان یعنی آٹھ رکعتیں۔ لہٰذا غیر مقلدین کو تراویح کی بجائے ترویحتان کہنا چاہئے۔ علمی اور عقلی طور پر تراویح کا اطلاق آٹھ پر ہوتا ہی نہیں۔

بعض اوقات غیر مقلدین غلط فہمی اور ذہنی تراش خراش سے پیر پیراں غوث الثقلین حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو غیر مقلد کہہ دیتے ہیں حالانکہ آپ مقلد تھے۔ اور اہل اسلام اہلسنت وجماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ صحیح العقیدہ اور پیروں کے پیر ہیں۔ وہ بھی لکھتے ہیں تراویح کی نماز نمازِ عشاء کے فرضوں اور سنتوں کے بعد پڑھنی چاہئے۔ اس واسطے کہ ختم المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح پڑھی ہے"۔

وَهِيَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً يَجْلِسُ عَقَبَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُسَلِّمُ فَهِيَ خَمْسُ تَرْوِيْحَاتٍ كُلُّ اَرْبَعَةٍ مِنْهَا تَرْوِيْحَةٌ 20ے "اور تراویح کی بیس رکعتیں ہیں اور ہر دوسری رکعت میں بیٹھے اور سلام پھیرے۔ وہ پانچ ترویحہ ہیں ہر چار کا نام ترویحہ ہے"۔

19ے سنن نسائی مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ لاہور جلد 1 ص 250۔ 20ے غنیۃ الطالبین مترجم (عربی۔ اردو) ص 306 (چھاپہ کتب تعمیر انسانیت لاہور)۔

I LOVE DEEN-A-ISLAM

خادم دین اسلام
منیر احمد یوسفی (مدظلہ)
الیکٹرونک میڈیا پر

تصنیفات اور سیدھا راستہ میگزین کے لئے

http://www.seedharastah.com

پڑھیے اور ڈاؤن لوڈ ایک ساتھ ساتھ

naginatv

Facebook

www.fb.com/nagina.tv

سوالات و جوابات کے لئے

info@seedharastah.com
+92-300-4274936,0321-8868693

Video بیانات کے لئے

www.nagina.tv   naginatv   YouTube naginatv

Live Programme کا شیڈول

(۱) ہر انگریزی ماہ کے پہلے اتوار ماہانہ تعلیمی و تربیتی اجتماع کو صبح 11:00 تا بعد از نماز ظہر۔
(۲) ہفتہ وار تعلیمی و تربیتی اجتماع کو ہر ہفتے بعد از نماز عشاء۔ (۳) روزانہ بعد از نماز فجر تفسیر قرآن مجید۔
(۴) علاوہ ازیں گاہے بگاہے دیگر نمازوں اور مواقع پر بھی۔ nagina.tv   www.nagina.tv

WhatsApp No:

مختلف عنوانات کی ویڈیو، آڈیو بیانات حاصل کرنے کیلئے ہمارے نمبر +92344-4501541 پر السلام وعلیکم لکھ کر whatsapp پر sms فرمائیں۔ آڈیو اور ویڈیو سی ڈیز اور موبائل کارڈ MP3 اور MP4

مختلف عنوانات کی ویڈیو، آڈیو بیانات اور محفلوں کی سی ڈیز، میموری کارڈ و یو ایس بی ہمارے ہیڈ آفس سے حاصل کر سکتے ہیں۔

نوٹ تمام قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اس کاوش میں مزید بہتری کے لئے ہمیں اپنی رائے سے آگاہ فرمائیں۔

ہیڈ آفس: جامع مسجد نگینہ، بلاک B-III گجر پورہ چائنہ سکیم لاہور۔

دعاؤں کے طالب: نگینہ میڈیا سیل 0313-3333777,0333-8380611

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(ادارہ)

آپ کا نام (حضرت) خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہے۔ شفیع المذنبین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت سے قبل وہ عفت و پاکدامنی کے باعث عہد جاہلیت میں طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں۔

آپ کے والد کا نام خویلد ہے اور والدہ کا اسم مبارک فاطمہ بنت زاہدہ ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے' (حضرت) خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت خویلد بن اسعد بن عبدالعزیٰ بن قصی۔ قصی پر پہنچ کر آپ کا خاندان قائد المرسلین حضور سیدنا رسول کریم ﷺ کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ آپ کے والد قبیلہ میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ مکہ مکرمہ میں سکونت اختیار کی اور بنو عبدالدار کے حلیف بنے۔ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کا نکاح عامر بن لوی کے خاندان میں ہوا۔ ان کے بطن سے حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں۔ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب جوان ہوئیں تو ان کے والدین نے ان کی شادی ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی سے کی۔ ان سے ان کے دو لڑکے پیدا ہوئے ایک کا نام ہند تھا اور دوسرے کا نام حارث۔ کچھ عرصہ بعد ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی کا انتقال ہو گیا۔ اس کے انتقال کے کچھ عرصہ کے بعد حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عتیق بن عابد مخزومی کے نکاح میں آ گئیں۔ ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اُس کا نام بھی ہند تھا۔ اس لڑکی کے نام کی وجہ سے آپ اُم ہند کے نام سے پکاری جاتی تھیں۔ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے ہند نے اوّل اسلام قبول کیا۔ نہایت فصیح و بلیغ تھے۔ امیر المومنین حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ساتھ جنگ جمل میں شریک تھے اور شہید ہوئے۔

حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک کامیاب اور متمول تاجرہ تھیں۔ مکارم اخلاق کا پیکر جمیل تھیں۔ رحم دلی' غریب پروری اور سخاوت آپ کی امتیازی خصوصیات تھیں۔

حضرت سیدنا ابن اسحاق علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شمار مکہ مکرمہ کی شریف ترین معزز اور مال دار خواتین میں ہوتا تھا۔ وہ مکہ مکرمہ کے دوسرے تاجروں کے ساتھ مل کر بطور مضاربت تجارت کرتیں اور اپنا تجارتی مال مکہ مکرمہ سے باہر بھیجا کرتی تھیں۔ جتنا سامان تجارت سارے اہل قافلہ کا ہوتا اتنا اکیلے حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہوتا۔ آپ اپنے نمائندوں کو سامان تجارت دے کر روانہ فرماتیں' جو آپ کی طرف سے کاروبار کرتے اُس کی دو صورتیں تھیں یا وہ ملازم ہوتے ان کی اُجرت یا تنخواہ مقرر ہوتی جو انہیں دی جاتی' نفع و نقصان سے انہیں کوئی سروکار نہ ہوتا یا نفع میں اُن کا کوئی حصہ' نصف' تہائی یا چوتھائی مقرر کر دیا جاتا اگر نفع ہوتا تو وہ اپنا حصہ لے لیتے۔ بصورت نقصان ساری ذمہ داری حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ہوتی۔

حضرت ابن اسحاق علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حبیب کبریا' حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی راست گفتاری' امانت اور نیک کرداری کا علم ہوا۔ انہوں نے آپ ﷺ سے درخواست کہ آپ ﷺ میرا مال تجارت لے کر شام جائیں۔ میں اب تک دوسرے تاجروں کو منافع میں سے جس قدر حصہ دیتی تھی اُس سے بہت زیادہ آپ ﷺ کو دوں گی اور اپنے غلام میسرہ کو ساتھ کر دوں گی۔ آپ ﷺ نے یہ تجویز منظور فرمائی اور ان کا مال لے کر روانہ ہوئے۔ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غلام بھی اُن کے ساتھ تھا۔ دونوں شام آئے' وہاں نسطور راہب کی خانقاہ کے قریب ایک درخت کے سایہ میں فروکش ہوئے۔ راہب نے میسرہ سے پوچھا یہ ہستی جو درخت کے نیچے اتریں ہیں' یہ کون ہیں؟ اُس نے کہا' یہ اہل حرم کے ہاشمی قریش خاندان کے ایک صالح' امانت دار اور سچے انسان

ہیں۔ راہب نے کہا' ان کی آنکھوں میں سرخی ہے۔ میسرہ نے کہا 'ہاں یہ سرخی کبھی ان سے جدا نہیں ہوتی۔ نسطورا نے کہا' یہ پیغمبر ہیں اور سب سے آخری پیغمبر (ﷺ) ہیں۔ (طبقات ابن سعد)

راہب نے کہا' اس درخت کے نیچے سوائے نبی اللہ ﷺ کے اور کوئی شخص آج تک فروکش نہیں ہوا۔ قائد المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے یہاں جو مال لائے تھے بیچ دیا اور جو خریدنا تھا وہ خرید لیا۔ آپ ﷺ مکہ مکرمہ واپس پلٹے۔ میسرہ بھی ہمراہ تھا۔ دوپہر اور سخت گرمی کے وقت میسرہ کیا دیکھتا ہے کہ آپ ﷺ اونٹ پر سوار ہوتے ہیں اور دو فرشتے آپ ﷺ کو تمازت آفتاب سے بچانے کے لیے سایہ کر لیتے ہیں۔ یہ سب کچھ اُس کے دل نشین ہو گیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس کے دل میں رحمۃ للعالمین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی ایسی محبت ڈال دی کہ گویا وہ سرکارِ کائنات حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کا غلام بن گیا۔ جب قافلے نے اپنا تجارتی سامان فروخت کر کے فراغت پائی تو مال میں معمول سے دو چند نفع ملا۔ وہ واپس چلے تو مقام مرالظہران میں پہنچ کے میسرہ نے عرض کیا' یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ)' حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس چل دیجیے۔ آپ ﷺ کے باعث' حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نفع دیا ہے' اُس کی حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اطلاع کیجیے۔ وہ آپ ﷺ کا حق یاد رکھیں گی۔ ختم المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ اس رائے کے مطابق پہلے روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ ظہر کے وقت مکہ مکرمہ پہنچے۔ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بالاخانے پر بیٹھی ہوئی تھیں' دیکھا کہ خاتم الانبیاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ اونٹ پر سوار تشریف لا رہے ہیں اور دو فرشتے اِدھر اُدھر سے سایہ کیے ہوئے ہیں۔ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی عورتوں کو یہ نظارہ دکھایا تو وہ بھی اس دل کش منظر کو دیکھ کر خوش ہوئیں۔ میسرہ جو ہم سفر تھا اس نے حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتایا کہ میں یہ منظر سارے راستے دیکھتا آیا ہوں۔ میسرہ نے وہ باتیں بھی کہہ دیں جو نسطورا راہب نے کہیں تھیں۔ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو معاوضہ مقرر کر رکھا تھا۔ تجارتی قافلہ کے دو چند منافع کی وجہ سے آپ کا منافع بھی دو چند کر دیا۔ (طبقات ابن سعد' البدایہ والنہایہ)

اہل سیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب میں دیکھا تھا کہ آسمانی آفتاب اُن کے گھر میں اُتر آیا ہے اور اُس کا نور اُن کے گھر سے پھیل رہا ہے۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کا کوئی گھر ایسا نہیں تھا جو اُس نور سے روشن نہ ہوا ہو۔ جب وہ بیدار ہوئیں تو یہ خواب اپنے چچا ورقہ بن نوفل سے بیان کیا۔ اُس نے خواب کی یہ تعبیر دی کہ نبی آخر الزماں ﷺ تم سے نکاح کریں گے۔ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دوسرا شوہر جب فوت ہو چکا تھا تو مکہ مکرمہ کے بہت سے شریف خاندانوں کے لوگ آپ سے شادی کے خواہشمند تھے اور سب نے مال و زر بھی پیش کیے مگر آپ نے کسی کی تجویز قبول نہ کی۔ مگر رحمۃ للعالمین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی شرافت' نسب' امانت' حسن اخلاق اور راست بازی اور آپ ﷺ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی عنایات کی وجہ سے حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ سے نکاح کرنے کی خواہش ظاہر کی۔

اُم المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی زوجیت میں آئیں تو اُس وقت آپ کی عمر شریف 40 (چالیس) سال تھی۔ جبکہ سرکارِ کائنات ﷺ کی عمر مبارک 25 (پچیس) سال تھی۔ تاریخ معین پر حضرت ابو طالب اور تمام رؤسائے خاندان جن میں حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر آئے۔ حضرت ابو طالب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ پانچ طلائی درہم حق مہر قرار پایا۔ نکاح کے بعد آپ 25 (پچیس) برس تک زندہ رہیں۔ اُن کی زندگی میں شمس العارفین حضور سیدنا رسول اللہ

ﷺ نے دوسری شادی نہیں فرمائی۔

حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ خدمت کے لئے وقف:

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی خدمت کے لئے پیش کیا جو یمن کے قبیلہ بنو قضاعہ کے سردار حارثہ بن شرح کا بیٹا تھا۔ بچپن میں ڈاکوؤں نے اُسے پکڑ لیا تھا اور عکاظ کے میلہ میں آ کر بیچ دیا تھا اور حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھانجے حضرت سیدنا حکیم رضی اللہ عنہ بن حزام بن خویلد نے اس غلام کو خرید کر اپنی پھوپھی حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نذر کر دیا تھا۔

پہلی وحی کے بعد:

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام جب پہلی وحی لے کر آئے اور عرض کیا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ o سید الانبیاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ ان آیات مبارکہ کو لے کر لوٹے آپ ﷺ کا قلب مبارک مضطرب تھا۔ آپ ﷺ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے کپڑوں میں لپیٹ لو، مجھے کپڑوں میں لپیٹ لو۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کا اضطراب جاتا رہا۔ آپ ﷺ نے حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرشتے کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے ارشاد مبارک فرمایا! مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں عرض کیا: کَلَّا وَاللّٰہِ لَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ "نہیں نہیں آپ ﷺ کو ڈر کاہے کا۔ بخدا اللہ عزوجل آپ ﷺ کو ہر ایک مشقت سے بچائے گا۔ بے شک آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں، اہل قرابت سے عمدہ سلوک کرتے ہیں درماندوں کی دستگیری کرتے ہیں۔ تہی دستوں کی مدد فرماتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصیبت زدوں کی امداد فرماتے ہیں"۔ (بخاری حدیث نمبر 3)

عام الحزن:

حضرت ابو طالب کی وفات کے چند ہی روز تقریباً (35) پینتیس دن بعد ۱۰ رمضان المبارک کو حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وصال فرما گئیں۔ آپ ﷺ کے دونوں مددگار اور غمگسار اُٹھ گئے۔ یہ وہ وقت تھا جو اسلام کے لئے سخت ترین تھا۔ خود شفیع اُمت حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ اس سال کو عام الحزن یعنی غم کا سال فرمایا کرتے تھے۔

اُم المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے 65 (پینسٹھ) سال کی عمر میں وفات پائی۔ حجون کے قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا۔ ابھی تک نماز جنازہ کا آغاز نہیں ہوا تھا جب مرقد پاک تیار ہوگئی تو خاتم النبیین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ خود اُس میں تشریف لے گئے پھر اُس قبر انور میں حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ عزوجل کے سپرد فرما دیا۔

خراج شفقت:

اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ آپ ﷺ نے ان الفاظ اُم المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خراج شفقت عطا فرمایا: اٰمَنَتْ بِیْ حِیْنَ کَفَرَ بِیَ النَّاسُ. صَدَّقَتْنِیْ حِیْنَ کَذَّبَنِیَ النَّاسُ وَاَشْرَکَتْنِیْ فِیْ مَالِھَا حِیْنَ حَرَمَنِیَ النَّاسُ وَرَزَقَنِیَ اللّٰہُ وَلَدَھَا وَحَرَمَ وَلَدَ غَیْرِھَا "وہ مجھ پر ایمان لائیں جب اوروں نے کفر کیا۔ اُس نے میری تصدیق کی جبکہ اوروں نے مجھے جھٹلایا اُس نے مجھے اپنے مال میں شریک کیا اور مجھے کسب مال سے روکا۔ اللہ عزوجل نے مجھے اُس کے بطن سے اولاد دی جبکہ کسی دوسری بیوی سے نہ ہوئی۔ (الاستیعاب، رحمۃ اللعالمین جلد 2، سیرت النبی جلد 2)

حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ پہلی عظیم خاتون اوّل ہیں جن پر اسلام کی حقیقت سب سے پہلے روشن ہوئی اور انہوں نے سید الثقلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی اور اپنا تمام مال سرکار کائنات حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی رضا کی خاطر خرچ کیا۔

حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے بکری ذبح کرنا:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''میں نے احمد مختار حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی ازواج پاک (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) میں سے کسی پر اتنی غیرت نہ کی جتنی (حضرت سیدہ) خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر غیرت کی حالانکہ میں نے انہیں نہ دیکھا تھا لیکن امام المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ ان کا بہت ذکر خیر فرماتے تھے۔ بہت مرتبہ بکری ذبح فرماتے پھر اس کے اعضا کاٹتے پھر وہ (ام المومنین حضرت سیدہ) خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی سہیلیوں کو بھیج دیتے تھے۔ تو میں کبھی آپ ﷺ سے عرض کر دیتی کہ گویا (ام المومنین حضرت سیدہ) خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے سوا دنیا میں کوئی عورت ہی نہ تھی۔ تو آپ ﷺ فرماتے وہ ایسی تھی وہ ایسی تھی اور ان سے میری اولاد ہوئی''۔ 1

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی الانبیاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم)! یہ (ام المومنین حضرت سیدہ) خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آرہی ہیں۔ ان کے پاس برتن ہے جس میں سالن اور کھانا ہے تو وہ جب آپ (ﷺ) کے پاس آئیں تو انہیں ان کے رب (عظیم) کا اور میرا سلام فرمائیں اور انہیں جنت کے اس گھر کی بشارت عطا فرمائیں جو ایک موتی کا ہے نہ اس میں شور ہے اور نہ کوئی تکلیف''۔ 2

اولاد پاک:

آپ ﷺ کی تمام اولاد سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔
حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں امام المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کے پہلے فرزند ارجمند حضرت قاسم رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو اعلان نبوت سے پہلے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ شفیع المذنبین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ انہی کے نام سے کنیت رکھتے تھے۔ یعنی ''ابوالقاسم'' (ﷺ)۔ ان کے بعد حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں۔ پھر حضرت سیدہ بی بی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں۔ اعلان نبوت کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جن کا لقب طیب وطاہر تھا۔ (طبقات ابن سعد، تاریخ طبری، البدایہ والنہایہ)

حج اور عمرہ کے فضائل ومسائل اور ادائیگی کے
بارے میں جاننے کے لئے بہترین تصنیف

الحج و العمرة و الزيارة

تالیف: خادم دین اسلام منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ   ہدیہ 200 روپے

A-977 بلاک بی III گجر پورہ سکیم لاہور 0322-4632138

1 بخاری حدیث نمبر 3818، مسلم حدیث نمبر 76-2434، ترمذی حدیث نمبر 3875، مسند احمد، مشکوٰۃ حدیث نمبر 6185، مرقاۃ جلد 1 ص 330، شرح السنہ جلد 2 ص 232، ابن ماجہ حدیث نمبر 1997۔ 2 مشکوٰۃ حدیث نمبر 6188، مرقاۃ جلد 1 ص 329، بخاری حدیث نمبر 3820، مسلم حدیث نمبر 71-2432، ترمذی حدیث نمبر 3876، مسند احمد جلد 2 ص 231۔

غزوۂ بدر

ترتیب: صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (M.C.S)

ہجرت کے دوسرے سال سترہ رمضان المبارک کو غزوۂ بدر کا واقعہ پیش آیا۔ اس کو غزوۂ بدر عظمیٰ اور غزوۂ بدر کبریٰ بھی کہتے ہیں۔ بدر ایک بستی کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے قریباً ۱۲۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

یہ بہت عظیم غزوہ تھا۔ جس کے ذریعے دینِ اسلام کو چار چاند لگے۔ اس غزوہ نے حق و باطل کے درمیان فرق و امتیاز کروایا۔ اس لئے اس غزوہ کے دن کو یوم الفرقان بھی کہتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں بیان ہے:۔ ....وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ....(الانفال۔41) "اور اس پر جو ہم نے اپنے (محبوب) بندے پر فیصلہ کے دن اُتارا جس دن دونوں فوجیں مل تھیں"۔

یعنی مسلمان مجاہدین اور کافر دہشت گرد اس دن میدانِ جنگ میں جمع ہوئے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے مشرکین مکہ کو ذلت آمیز شکست فاش سے خوار کیا تھا۔

اس غزوہ میں قتال میدانِ بدر میں جمعۃ المبارک کو ہوا تھا۔ اس میں مسلمانوں کی تعداد 313 تھی جن میں ستتر (77) مہاجرین تھے اور دو سو چھتیس (236) انصار تھے۔ ان تین سو تیرہ (313) میں سے آٹھ صحابہ کرام ﷡ وہ تھے جو کسی اہم مشن اور کام میں ہونے کی وجہ سے میدانِ بدر میں حاضر نہ تھے مگر اموالِ غنیمت میں اُن کو حصہ عطا فرمایا گیا۔ اُن میں سے تین مہاجرین تھے ایک امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان بن عفان ﷛ جو امام الانبیاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اپنی زوجہ مطہرہ حضرت سیدہ بی بی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی علالت کی وجہ سے تیمارداری میں رُکے تھے۔ دوسرے حضرت سیدنا طلحہ اور حضرت سیدنا سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو مشرکین مکہ مکرمہ کے قافلے کی جستجو میں گئے تھے ان کے علاوہ پانچ انصار تھے۔

ابو الاثر حفیظ جالندھری مرحوم نے کیا خوب لکھا ہے:۔

تھے ان کے پاس دو گھوڑے چھ زرہیں آٹھ شمشیریں
پلٹنے آئے تھے یہ لوگ دُنیا بھر کی تقدیریں
نہ تیغ و تیر پہ تکیہ نہ خنجر پر نہ بھالے پر
بھروسہ تھا تو اک سادی سی کالی کملی والے پر

امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ﷛ نے جان نثارانہ تقریر فرمائی لیکن قائد المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ انصار کی طرف دیکھتے تھے کیونکہ بیعت عقبہ میں اُن کے ساتھ یہ عہد و پیمان ہوا تھا کہ وہ خاتم المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی حفاظت اور دشمنانِ دین سے مدافعت اپنے گھروں میں کریں گے اور تلوار اُس وقت اُٹھائیں گے جب دشمن مدینہ منورہ پر چڑھ آئیں گے۔

حضرت سیدنا انس ﷛ سے روایت ہے فرماتے ہیں: آخر حضرت سیدنا سعد بن عبادہ ﷛ (انصار کے رئیس) اُٹھے اور اُنہوں نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) قسم ہے اُس ذات (اقدس ﷻ) کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر آپ ﷺ حکم فرمائیں کہ ہم گھوڑوں کو سمندر میں ڈال دیں تو ہم ضرور سمندر میں کود پڑیں گے اور اگر آپ ﷺ حکم فرمائیں کہ ہم گھوڑوں کو برک الغماد (حبشہ کے شہروں میں سے ایک شہر ہے) تک بھگا دیں گے۔ (ہم ہر طرح سے آپ ﷺ کے حکم کے تابع ہیں۔ ہم میں سے کوئی ایک بھی حکم کی خلاف ورزی نہ کرے گا) اس پر حضور پاک ﷺ نے اُن کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ 1

حضرت سیدنا مقداد بن اسود ﷛ نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہم آپ ﷺ کے حضور وہ بات نہیں کہیں گے: جو حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم نے کہی تھی کہ اِذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ

1 مسلم جلد ۱ص 102۔

فَقَاتِلَا " فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا [2] آپ (ﷺ) اور آپ (ﷺ) کا پروردگار دونوں جائیں (اور قوم جبارین سے) لڑیں"۔ وَ لٰكِنْ نُقَاتِلُ عَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَ بَيْنَ يَدَيْكَ وَ خَلْفَكَ بلکہ ہم آپ ﷺ کے دائیں طرف' آپ ﷺ کے بائیں جانب' آپ ﷺ کے آگے اور پیچھے دشمن کے ساتھ لڑیں گے۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو اس حدیث پاک کے راوی ہیں فرماتے ہیں میں نے دیکھا فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَشْرَقَ وَجْهُهُ وَ سَرَّهُ يَعْنِيْ قَوْلَهُ سرکار کائنات حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور خوشی سے چمکنے لگے اگا آپ ﷺ خوش ہوگئے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے حضرت سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کی یہ ایسی نیکی دیکھی اگر وہ مجھے حاصل ہوتی تو اس کے مقابل کسی نیکی کو نہ دیکھتا۔ سب سے زیادہ وہ مجھ کو وہ پسند ہوتی"۔ [3]

آپ ﷺ 8 یا 12 رمضان المبارک 2ھ کو اپنے جانثاروں کے ساتھ شہر سے نکلے۔ اور 17 رمضان المبارک کو بدر کے قریب پہنچے۔ قریش مکہ مکرمہ چونکہ پہلے پہنچ گئے تھے اس لئے انہوں نے مناسب مقامات پر قبضہ کر لیا۔ بخلاف اس کے مسلمانوں کی طرف چشمہ یا کنواں تک نہ تھا۔ زمین ایسی ریتلی تھی کہ اونٹوں کے پاؤں ریتلی زمین میں دھنس جاتے تھے۔ تائید ایزدی اور رحمت الٰہی سے مینہ برس گیا جس سے گرد جم گئی اور جا بجا پانی کو روک کر چھوٹے چھوٹے حوض بنا لئے گئے۔ پوری وادی جل تھل ہوگئی۔ سب پانی سے سیراب ہوئے' غسل کیا' وضو کیا' اونٹوں کو پانی پلایا اور مشکیزے بھر کر رکھ لئے۔ ریگزار مضبوط اور سخت ہوگئی۔ کفار کی زمین میں کیچڑ ہوگیا۔ اس قدرتی احسان کا رب کریم نے قرآن مجید میں اس طرح ذکر فرمایا: ...وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝ (الانفال: 11) "اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے ستھرا کرے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرمائے اور تمہارے دلوں کی ڈھارس بندھائے اور اس سے تمہارے قدم جمائے"۔

دونوں فوجیں آمنے سامنے مقابل ہیں۔ حق و باطل' کفر و اسلام' نور و ظلمت' نیکی و بدی اور خیر و شر۔ "بے شک تمہارے لئے نشانی تھی دو گروہوں کی جو آپس میں لڑ پڑے ایک جتھہ اللہ (ﷻ) کی راہ میں لڑتا اور دوسرا کافر جو (مسلمانوں نے) آنکھوں دیکھا اپنے سے دوگنا سمجھیں"۔ [4]

خاتم المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ پر سخت خضوع کی کیفیت طاری ہوئی۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ راحۃ العاشقین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا "اے اللہ (جل جلالہٗ)! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اپنا وعدہ اور اقرار پورا فرما' اے اللہ (جل جلالہٗ)! اگر تیری مرضی یہی ہے تو پھر زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا"۔ [5] (یعنی اگر آج یہ تین سو تیرا نفوس قدسیہ مٹ جاتے ہیں تو پھر قیامت تک تیرا کوئی نام لیوا نہ ہوگا)۔

یعنی وہ وعدہ یہ کہ پیغمبروں کو غلبہ ہوگا جیسے اس آیت مبارکہ میں ہے: وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ (الصّٰفّٰت: 171 تا 173) "اور بے شک ہمارا کلام گزر چکا ہے ہمارے بھیجے ہوئے بندوں (یعنی رسولوں علیہم السلام) کیلئے کہ بیشک ان کی مدد ہوگی۔ اور بیشک ہمارا ہی لشکر غالب آئے گا"۔

حضرت سیدنا ابن اسحاق علیہ الرحمہ کی روایت میں ہے کہ جب قریش مکہ مکرمہ کے کافر سامنے آئے تو آپ ﷺ نے یوں دعا فرمائی "اے میرے اللہ (جل جلالہٗ)! یہ قریش کے لوگ

---

[2] المائدۃ: 124۔ [3] بخاری جلد 2 ص 564' شرح السنۃ جلد 7 ص 118۔ [4] آل عمران: 13۔ [5] بخاری جلد 2 ص 564' مشکوٰۃ حدیث نمبر 5872' شرح السنۃ جلد 5 ص 540' مسند احمد جلد 3 ص 329۔

بڑے غرور اور فخر کے ساتھ پیغمبر (ﷺ) سے لڑنے اور جھٹلانے کو آرہے ہیں اپنی مدد بھیج جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے"۔

اس بے قراری پر بندگانِ خاص کو رقت آ گئی۔ خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ (تبارک وتعالیٰ) اپنا وعدہ پورا فرمائے گا۔ آخر روحانی تسکین کے لئے فرمایا: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ○ (قمر:45) "اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت (فوج کفار) اور پشتیں پھیر دیں گے"۔ 6

مسلمانوں کو اللہ کریم نے فتح عظیم سے نوازا۔ مسلمانوں میں صرف 14 جانثاروں نے جامِ شہادت نوش کیا جن میں 6 مہاجر اور باقی انصار تھے لیکن دوسری طرف قریش کی اصل طاقت ٹوٹ گئی اور رؤسائے قریش جو اپنی قوم میں بہادری میں مشہور اور قبائل کے سپہ سالار تھے ایک ایک کر کے مارے گئے۔ ان میں عتبہ ابوجہل، ابوالبختری زمعہ بن الاسود، عاص بن ہشام، امیہ بن خلف، عتبہ بن الحجاج قریش کے سردار تھے قریباً ستر واصل جہنم اور اسی قدر گرفتار ہوئے۔

مسلمان شہداء کے نام:

اس غزوہ میں مسلمانوں کی طرف سے صرف چودہ مجاہدین شہید ہوئے جن کے اسمائے مبارک یہ ہیں۔ (1) حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف' (2) حضرت سیدنا عمیر بن ابی وقاص' (3) حضرت سیدنا ذوالشمالین عمیر بن عبد بن عمرو بن نضلہ' (4) حضرت سیدنا عاقل بن ابی بکیر' (5) حضرت سیدنا مہجع مولیٰ عمر بن خطاب' (6) حضرت سیدنا صفوان بن بیضاء (یہ چھ مہاجرین میں سے ہیں)' (7) حضرت سیدنا سعد بن خیثمہ' (8) حضرت سیدنا مبشر بن عبد المنذر' (9) حضرت سیدنا حارثہ بن سراقہ' (10) حضرت سیدنا عوف ومعوذ پسران عفراء' (11) حضرت سیدنا عمیر بن حمام' (12) حضرت سیدنا رافع بن معلی اور (13) حضرت سیدنا یزید بن حارث بن فسحم (یہ آٹھ انصار میں سے ہیں) رضی اللہ عنہم۔

خبر غیب غدا جائے مرگ:

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (کہ غزوۂ بدر کے شروع ہونے سے پیشتر حضور پرنور ﷺ نے شیطانی فوج کے مُردوں کے مرنے کے مقامات پر نشان لگائے) سرکارِ کائنات حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَّ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْاَرْضِ هٰهُنَا قَالَ فَمَا مَاتَ اَحَدُهُمْ عَنْ مَّوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ 7 "یہ فلاں کافر کے مرنے کی جگہ ہے اور اپنا (نورانی) دست (مبارک) اس جگہ زمین پر رکھا اور یہ فلاں مردود کے گرنے اور مرنے کی جگہ ہے۔ (حضرت سیدنا) انس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں پھر جہاں آپ ﷺ نے ہاتھ رکھا تھا اس سے ذرا بھی فرق نہ ہوا اور ہر کافر اسی جگہ مرا۔

بدری مجاہدوں کی شان:

حضرت سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ جو بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں' انہوں نے فرمایا کہ حضرت سیدنا جبرائیل (امین علیہ السلام) شفیعِ امت حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئے' عرض کرنے لگے' آپ (ﷺ) بدر والوں کو کیسا شمار کرتے ہیں؟؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "سب مسلمانوں سے افضل ہیں یا اس جیسا کلمہ ارشاد فرمایا۔ حضرت سیدنا جبرائیل (علیہ السلام) نے کہا' اسی طرح جو فرشتے بدر کی جنگ میں شریک ہوئے تھے وہ بھی سب فرشتوں سے افضل ہیں"۔ 8 اگرچہ فرشتے اور غزوات اور جنگوں میں بھی اترتے تھے مگر بدر میں فرشتوں نے لڑائی بھی کی۔ حضرت سیدنا امام بیہقی علیہ الرحمہ نے روایت بیان کی کہ فرشتوں کی مار پہچانی جاتی تھی گردن پر چوٹ آگ کا سا داغ۔

---

6 بخاری جلد 2 ص 564، ابن کثیر جلد 3 ص 559 (ملخصاً)، شرح السنۃ جلد 7 ص 118۔ 7 مسلم جلد 1 ص 102، ابوداؤد جلد 2 ص 8، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 9 ص 148، مسند احمد جلد 3 ص 219-258، شرح السنۃ جلد 7 ص 122، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد 2 ص 48، مجمع الزوائد جلد 6 ص 80، اسماء والصفات ص 168-1627۔ 8 بخاری جلد 2 ص 569۔

3 رمضان المبارک وصال مبارک
حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

از: مفتی حضرت علامہ صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

ختم المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی کا اسم مبارک حضرت سیدہ فاطمہ ہے۔ آپ ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت سیدہ زینب' اُن سے چھوٹی حضرت سیدہ رقیہ' پھر حضرت سیدہ اُم کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ہیں۔ 1 حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سَیِّدَۃُ نِسَآءِ الْعَالَمِیْنَ کَرِیْمَۃُ الطَّرَفَیْنِ، اُمُّ الْحَسَنَیْنِ، سَیِّدَ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّۃِ، اَلْبَتُوْل، اَلرَّاضِیَۃ، اَلْمَرْضِیَّۃ اور جگر گوشۂ رسول جیسے متعدد القاب حاصل ہوئے۔

پیدائش:

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سن ولادت کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک روایت مبارکہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اظہار نبوت سے ایک یا دو سال پہلے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ دوسری روایت مبارکہ ہے کہ جس سال بیت اللہ تعمیر ہوا' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُسی سال پیدا ہوئیں اور یہ واقعہ اظہار نبوت سے پانچ سال پہلے کا ہے اُس وقت حبیب کبریاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک 35 سال تھی۔ 2

تیسری روایت مبارکہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اظہار بعثت کے سال پیدا ہوئی تھیں۔ ایک روایت مبارکہ یہ بھی ہے کہ امام الانبیاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے اکتالیسویں سال اُن کی پیدائش ہوئی۔ ان میں سے آخری روایت کو ترجیح حاصل ہے۔

تعلیم و تربیت:

خاتم المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے اپنی تمام شہزادیوں رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی خصوصی اہتمام کے ساتھ تربیت فرمائی۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے چھوٹی ہونے کی بنا پر سب سے لاڈلی اور منظور نظر تھیں۔ رحمۃ للعالمین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کبھی انہیں گود میں بٹھاتے' کبھی ہاتھوں میں اُٹھا لیتے اور انہیں لوریاں دیتے۔

عرب میں رواج تھا بچوں کو کھلی فضا اور صحت مند ماحول کے لئے آیا کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔ وہ انہیں دودھ پلاتی اور ابتدائی تربیت کرتی تھی۔ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کسی آیا کے سپرد نہ فرمایا بلکہ اُن سے اس قدر محبت تھی کہ پورا عرصہ خود ہی دودھ پلایا اور تربیت بھی بھرپور انداز میں خود ہی فرمائی۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابھی نو سال کی تھیں کہ والدہ محترمہ کے سایۂ محبت سے محروم ہو گئیں۔ اظہار نبوت کے دسویں سال حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت سیدہ فاطمہ بنت اسد اور ہمشیرہ حضرت سیدہ اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُن کی بڑی محبت سے پرورش کی۔ یہ دونوں خواتین بڑی تجربہ کار' خانہ داری اور تہذیبی اُمور کی ماہر' نہایت سلیقہ شعار اور سمجھدار تھیں۔ انہوں نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہر اعتبار سے بہت ارفع معیار کی تربیت فرمائی۔ سرکار کائنات حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ دن بھر کی تبلیغی مصروفیات سے فارغ ہو کر اُن کے پاس تشریف لاتے' انہیں دلاسا دیتے' دانائی کی باتیں سمجھاتے تھے۔

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دلیری:

(1) حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' ایک مرتبہ رحمۃ للعالمین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے اور قریب ہی ابوجہل اور مشرکین کے بدنہاد سردار بیٹھے تھے۔ اتنے میں اُن میں سے کسی نے کہا: کون ہے جو

1 الاصابہ 263/8۔ 2 الطبقات ابن سعد 19/8، الاصابہ 263/8۔

فلاں کی اُونٹنی کی اوجھڑی لائے اور جب سیدُ الانبیاء حضور سیدنا محمد ﷺ سجدہ کریں تو اُن کی پشت مبارک پر ڈال دے؟ اس پر قوم کا بدترین آدمی عقبہ بن ابی معیط اُٹھا' اوجھڑی لایا اور انتظار کرنے لگا۔ جب خاتم النبیین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ سجدے میں گئے تو اُس بدبخت نے فوراً آپ ﷺ کی نورانی پشت مبارک پر اوجھڑی رکھ دی۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے مگر بے بس تھے' کچھ نہ کر سکتے تھے۔ اُن کے دل میں حسرت تھی کاش! مجھ میں اتنی قوت ہوتی کہ سیدُ المرسلین حضور سیدنا نبی پاک ﷺ کے دشمن کو جواب دیتا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس مذموم حرکت کے بعد مشرکین قہقہے مار کر ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ شفیع المذنبین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ سجدے ہی میں رہے' سر انور نہ اُٹھایا' اسی اثناء میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوڑتی ہوئی آئیں اور نبی رحمت حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھ کر تڑپ اُٹھیں۔ اُنہوں نے شمس العارفین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی نورانی پشت مبارک سے یہ بوجھ ہٹا دیا تو شفیع المذنبین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے سر انور اُٹھایا اور تین مرتبہ فرمایا: اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ "اے اللہ (جل جلالہٗ)! قریش کو پکڑ لے"۔

جب آپ ﷺ نے دُعائے غضب کی تو اُن پر بہت گراں گزری کیونکہ اُن کا عقیدہ تھا کہ اس شہر میں دُعائیں قبول کی جاتی ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے نام لے لے کر دُعائے غضب فرمائی: اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِاَبِیْ جَھْلٍ وَّ عَلَیْکَ بِعُتْبَۃَ بْنِ رَبِیْعَۃَ وَ شَیْبَۃَ بْنِ رَبِیْعَۃَ، وَ الْوَلِیْدِ بْنِ عُتْبَۃَ، وَ اُمَیَّۃَ بْنِ خَلَفٍ، وَ عُقْبَۃَ بْنِ اَبِیْ مُعَیْطٍ 3 "اے اللہ (جل جلالہٗ)! ابوجہل کو پکڑ لے' عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' ولید بن عتبہ' اُمیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو پکڑ لے"۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم کھا کر کہا' میں نے دیکھا کہ جن لوگوں کے نام حضور سیدنا نبی کریم رءوف و رحیم ﷺ نے لئے تھے اُن سب کی لاشیں بدر کے اندھے کنویں (قلیب بدر) میں پڑی ہوئی تھیں۔ 3

(2) ایک موقع پر مشرکین کے سردار کسی جگہ اکٹھے ہوئے اور مشورہ کرنے لگے کہ حضرت سیدنا محمد ﷺ پر یک دم حملہ کر دیا جائے۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُس وقت کمسن تھیں۔ اُنہوں نے یہ باتیں اپنے کانوں سے سن لیں اور خاتم المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کو اُن کی سازش کی اطلاع کر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹی گھبراؤ نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں ہلاک فرما دے گا۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے اور مسجد حرام تشریف لے گئے۔ سازشیوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو آنکھیں جھکا لیں۔ قائد المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ایک مٹھی بھر خاک اُن کی طرف پھینکتے ہوئے فرمایا: شَاھَتِ الْوُجُوْہُ "چہرے بگڑ جائیں"۔ یہ مٹی جس جس کافر پر پڑی وہ جنگ بدر میں دوزخ کی غذا بن گیا۔ 4

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح:

خاندانِ نبوت کے ساتھ رشتہ اور تعلق داری بڑے اعزاز کی بات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ طلب کیا مگر آپ ﷺ نے دونوں میں سے ہر ایک کو یہ جواب دیا: اَنْتَظِرُ بِھَا الْقَضَاءَ "فاطمہ کے بارے میں اللہ (جل جلالہٗ) کے فیصلے کا انتظار کرو"۔ 5

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پیغام نکاح دینے کے لئے سیدُ الانبیاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کے پاس کس نے بھیجا؟ اس سلسلے میں تین روایتیں اہم ہیں: خلیفۃ الرسول حضرت

3 صحیح بخاری حدیث نمبر 240-520-2934-3185-3854۔ 4 مسند احمد: 303/1۔ 5 الطبقات لابن سعد: 19/8، الاصابۃ: 263/8۔

سیدنا ابوبکر صدیق اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مل کر امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کے لئے امام المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ سے درخواست کرنے کا مشورہ دیا۔ 6

ایک روایت مبارکہ یہ ہے کہ بعض انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کا پیغام دینے کی ترغیب دی۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ حضور سیدنا رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور مدعا عرض کیا' رحمۃ للعالمین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَهْلًا وَّ سَهْلًا وَّ مَرْحَبًا اور پھر خاموش ہو گئے۔ انصار باہر انتظار کر رہے تھے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انھیں سید الانبیاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کا جواب سنایا تو انہوں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مبارکباد دی کہ آقائے دو جہاں حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ان کا پیغام منظور فرمالیا ہے۔ 7

ایک روایت مبارکہ یہ بھی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ایک آزاد کردہ لونڈی نے ایک دن امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا کسی نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے سید الثقلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا ہے؟ امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: معلوم نہیں۔ اس نے کہا: آپ پیغام کیوں نہیں بھیجتے؟ امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھلا میرے پاس کیا چیز ہے کہ میں عقد کروں؟ اس لونڈی نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مجبور کر کے سید المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ 8 امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نبی آخر الزماں حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچے تو آپ ﷺ کو ان کا مقصد معلوم ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: رشتے کے لئے آئے ہو؟" انہوں نے ہاں میں جواب عرض کیا تو آپ ﷺ نے انھیں قرابت کی نوید سے سرفراز فرمایا۔

سید المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جاؤ! حضرات ابوبکر' عمر فاروق' عثمان' طلحہ اور دیگر مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کو بلا لاؤ' جب سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کی جماعت! ابھی جبرائیل علیہ السلام میرے پاس وحی لے کر آئے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کر دیں"۔ 9

حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور ایک زرہ کے عوض جس کی قیمت چار درہم تھی' حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کر دیا۔ اس کے بعد سید الانبیاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی اور پیارے داماد کے لئے یوں دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِمَا وَبَارِكْ عَلَيْهِمَا وَ بَارِكْ لَهُمَا فِيْ نَسْلِهِمَا 10 "اے اللہ (جل جلالک)! ان دونوں میں' ان دونوں پر ان دونوں کی نسل میں برکت عطا فرما"۔ اس موقع پر حاضرین کی شہد کے شربت اور کھجوروں سے تواضع کی گئی۔

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل و مناقب

اللہ تبارک و تعالیٰ نے خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جن فضائل و مناقب سے نوازا تھا' ان کی مثال نہیں ملتی۔ صداقت و راست گوئی میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کوئی جواب نہیں تھا۔ ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' میں نے امت محمدیہ میں

6 المعجم الکبیر للطبرانی 22:409، حدیث: 1021۔ 7 الطبقات لابن سعد 8:19، الاصابہ 8:263۔ 8 اسد الغابہ 3653۔ 9 تاریخ دمشق 52:337۔ 10 الطبقات لابن سعد 8:19، الاصابہ 8:221-222۔

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر کسی کو راست گو نہیں دیکھا۔ [11]

احادیثِ مبارکہ میں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جو فضائل و مناقب بیان ہوئے ہیں اُن میں سے چند یہ ہیں: امام الانبیاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ [12] "فاطمہ تمام جنتی عورتوں کی سردار ہیں"۔

شفیعِ اُمت حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بے حد محبت تھی۔ ایک مرتبہ فرمایا: فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّيْ، فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِيْ [13] "(حضرت سیدہ) فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا، اس نے مجھے ناراض کیا"۔

(1) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، امام المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ جب صاحبِ فراش تھے تو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اور اُن سے سرگوشی کی تو وہ رو پڑیں، پھر دوبارہ سرگوشی کی تو وہ ہنس پڑیں۔ میں نے اُس رونے اور ہنسنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ راز ہے۔ معلم انسانیت حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد انہوں نے میرے اصرار پر بتایا، سید الثقلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے پہلی مرتبہ مجھ سے سرگوشی کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ میں اس علالت میں دُنیا سے پردہ کر جاؤں گا۔ یہ بات سُن کر میں رو پڑی اور دوبارہ سرگوشی کے دوران فرمایا تھا کہ اہل بیت رضی اللہ عنہم میں سے سب سے پہلے تم ہی مجھے ملو گی تو میں خوشی سے ہنس پڑی۔ [14]

(2) حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں پہلی مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہر سال حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام میرے ساتھ ایک مرتبہ قرآن مجید کا دور کرتے تھے: اس سال دو مرتبہ دور کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بلاوا آ پہنچا ہے اور اہل بیت رضی اللہ عنہم میں سے تم ہی سب سے پہلے مجھے ملو گی میں تمہارے لئے ایک اچھا آگے جانے والا ہوں۔ یہ بات سن کر میں رو پڑی۔ دوسری مرتبہ میرے کان میں یہ فرمایا تھا کہ کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ؟ [15] "کہ تم مومنوں کی یا اس اُمت کی عورتوں کی سردار ہو؟" یہ سن کر میں خوشی سے ہنس پڑی۔

حضرت سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا علی، حضرت سیدہ فاطمہ، حضرت سیدنا حسن اور حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا: اَنَا حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبْتُمْ وَ سِلْمٌ لِّمَنْ سَالَمْتُمْ [16] "جس سے تم جنگ کرو اس سے میری بھی جنگ ہے اور جس سے تم صلح کرو اس سے میری بھی صلح"۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک بزرگ تابعی نے پوچھا: نبی رحمت حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ کسے محبوب رکھتے تھے؟ اُم المؤمنین نے جواب دیا: عورتوں میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اور مردوں میں سے اُن کے شوہر حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو۔ [17] حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک اور حدیث مبارکہ میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس طرح خراج تحسین پیش کرتی ہیں: میں نے نشست و برخاست، عادات و خصائل، اسلوب گفتگو اور انداز کلام میں شفیع المذنبین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کے مشابہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا۔ وہ زندگی کے تمام معاملات میں آپ ﷺ کی پوری پیروی کرتی تھیں۔ جب حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ

---

[11] المستدرک للحاکم: 161/3۔ [12] مسند احمد: 391/5۔ [13] صحیح البخاری کتاب الحدیث: 3711۔ [14] صحیح البخاری: 3767،3714۔ [15] صحیح مسلم: 2450۔ [16] صحیح مسلم: 2450۔ [17] صحیح مسلم 2404۔

کے پاس آتیں تو آپ ﷺ وفورِ محبت میں کھڑے ہو جاتے اور اپنی بیٹی کو بوسہ دیتے۔ 18

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رحمۃ للعالمین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنتی عورتوں میں سب سے افضل حضرت سیدہ خدیجہ بنت خویلد، حضرت سیدہ فاطمہ بنت محمد، حضرت سیدہ آسیہ بنت مزاحم (زوجہ فرعون) اور حضرت سیدہ مریم بنت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہیں۔ 19

حضرت سیدنا ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حبیبِ کبریا، حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ جب بھی سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجدِ نبوی میں دو رکعت نفل ادا کرتے، پھر اپنی پیاری بیٹی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے، اُن کی خیریت دریافت کرتے، بعد ازاں اپنے آستانۂ اقدس تشریف لے جاتے۔ 20

امیر المومنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر کا کام کاج خود کیا کرتی تھیں۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چکی پیستی تھیں جس سے اُن کے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے۔ پانی کی مشک بھر کر لاتی تھیں جس سے سینے پر نشان پڑ گئے۔ ایک مرتبہ سید المرسلین حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ غلام آئے۔ امیر المومنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: دربارِ رسالت مآب ﷺ میں لونڈی غلام آئے ہیں آپ بھی جا کر ایک خادمہ لے آئیں۔ اس طرح آپ کو اپنے کاموں کے کرنے میں آسانی ہو جائے گی۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دربارِ نبوی میں حاضر ہوئیں مگر ہچکچاتے ہوئے کچھ عرض نہ کر سکیں۔

دوسرے دن خود امام الانبیاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ اُن کے گھر تشریف لے گئے۔ پوچھا: "بیٹی! آپ کل کیوں آئی تھیں؟" حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاموش رہیں مگر امیر المومنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ بول پڑے، حضور! چکی پیس پیس کر ان کے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے ہیں اور پانی ڈھو ڈھو کر سینے پر نشان اُبھر آئے ہیں۔ میں نے انہیں آپ کی خدمتِ پاک میں خادمہ لینے کے لئے بھیجا تھا۔ خاتم النبیین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پیاری بیٹی فاطمہ! جب سونے کے لئے بستر پر لیٹنے لگو تو **سُبْحَانَ اللّٰہ** 33 بار، **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** 33 بار اور **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** 34 بار پڑھ لیا کرو، یہ سو بار ہوا۔ یہ عمل تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔ 21

حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سفرِ آخرت:

حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کے وصال مبارک کے بعد حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دن بدن کمزور ہوتی چلی گئیں۔ خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سب سے بڑھ کر ان کی تیمار داری کی۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُن پر بہت اعتماد کرتی تھیں۔ ایک دن اُن سے پوچھا، عورتوں کا جنازہ جس طرح تیار کیا جاتا ہے، کیا اس سے ستر کے تقاضے کامل طور پر پورے ہوتے ہیں۔ یہ بات سن کر حضرت سیدہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا، کیا میں آپ کو وہ طریقہ نہ بتاؤں جو ہم نے حبشہ میں دیکھا تھا؟ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ضرور بتایئے!

انہوں نے کہا کہ وہاں درخت کی ٹہنیاں لے کر انہیں خم دیا جاتا اور انہیں چارپائی کے چاروں کونوں پر باندھ دیا جاتا، پھر ٹہنیوں کے اوپر کپڑا ڈال دیا جاتا تھا۔ اس طرح چارپائی باپردہ ڈولی کی طرح بن جاتی تھی۔

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سن کر بہت مسرور اور مطمئن ہو گئیں۔ انہوں نے حضرت سیدہ اسماء رضی اللہ

(باقی صفحہ نمبر 66 کے کالم نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں)

18 جامع الترمذی 3870۔ 19 یہ روایت ضعیف ہے۔ 20 جامع الترمذی 3874۔ 21 المستدرک للحاکم 155:3۔

15 رمضان المبارک ولادتِ باسعادت
حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

از قلم: مسز مفتی صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی

نورِ چشمِ فاطمہ تسکینِ قلبِ مرتضیٰ
راحتِ جانِ امام المرسلین حضرت حسن
مہرِ چراغِ احمدی ﷺ ماہِ سمائے حیدری
فاطمی منزل کے نجمِ اولین حضرت حسن

ولادت باسعادت:

سید الساجدین' امام الزاہدین' حجۃ العارفین' فخر السالکین' قطب العالمین' فرزندِ نبی آخر الزماں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ہجرت کے تیسرے سال پندرہ رمضان المبارک کو مدینہ منورہ میں بروز جمعۃ المبارک پیدا ہوئے۔ آپ کا نام مبارک حسن کنیت ابو محمد خطاب مبارک سید اور ریحانۃ النبی اور لقب شبیہ رسول ﷺ ہے۔

جب حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی تو امیر المومنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام "حرب" رکھا۔ خاتم النبیین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ اپنی پیاری بیٹی سیدۃ النساء فی العالمین حضرت بی بی سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام حرب سے بدل کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ رکھ دیا گیا۔ روایات میں ہے کہ شفیع المذنبین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے حضرت ہارون علیہ السلام کے صاحبزادے شبر کے نام پر آپ رضی اللہ عنہ کا نام حضرت حسن رضی اللہ عنہ رکھا۔ 1

حضرت سیدنا امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابو بکر السیوطی اپنی تصنیف تاریخ الخلفاء میں روایت کرتے ہیں: "بے شک اللہ (عزوجل) نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ دونوں ناموں کو پردہ میں رکھا اور یہاں تک کہ حبیب کبریاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے یہ دونوں نام اپنے بیٹوں کے رکھے"۔ 2

حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' فرماتے ہیں' امام الانبیاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے: یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں' اے اللہ (جل جلالہ) !میں انہیں محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اور اس کو بھی محبوب رکھ جو ان کو محبوب رکھتا ہو۔ 3

حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کے فرمان مبارک:

(1) خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: سرکار کائنات حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ منبر شریف پر رونق افروز تھے اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پہلو مبارک میں بیٹھے تھے۔ سید کائنات حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ لوگوں کی طرف دیکھتے تھے اور ایک مرتبہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ لَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یُّصْلِحَ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ 4 "یہ میرا بیٹا سردار ہے اور اُمید ہے کہ اللہ (عزوجل) اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کروا دے گا"۔ قارئین کرام! ملاحظہ ہو رحمۃ للعالمین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشن گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ جنگ صفین اور جنگ جمل کے بعد مسلمانوں کا اختلاف بڑھ گیا بالآخر مسلمانوں کے درمیان صلح اور اتفاق حضرت

---

1 الادب المفرد ص 121 ' کنز العمال حدیث نمبر 37692 ' مستدرک حاکم جلد 3 ص 180 حدیث نمبر 166 ' جلد 3 حدیث نمبر 168 ص 183 ' تہذیب تاریخ دمشق از ابن عساکر جلد 4 ص 204 ' المعجم الکبیر للطبرانی جلد 3 ص 96 حدیث نمبر 2773 ' جلد 3 ص 96 حدیث نمبر 2774 ' مجمع الزوائد جلد 8 ص 52 ' مسند احمد جلد 1 ص 118-98 ' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 6 ص 166 ' جلد 7 ص 163 ' ابن حبان حدیث نمبر 2227 ۔ 2 تاریخ الخلفاء ص 365 ۔ 3 مشکوٰۃ ص 570 حدیث نمبر 6165 ' ترمذی جلد 2 ص 217 حدیث نمبر 3769 ' المعجم الصغیر للطبرانی جلد 1 ص 199 ' مصنف ابن ابی شیبہ جلد 12 ص 98 ' تاریخ ابن عساکر جلد 4 ص 319 ' مرقاۃ جلد 11 ص 315 ۔ 4 بخاری حدیث نمبر 2704 ' مشکوٰۃ حدیث نمبر 6144۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی بدولت ہی ممکن ہوا۔

پھول:

(1) حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: راحۃ العاشقین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ ھُمَا رَیْحَانَایَ مِنَ الدُّنْیَا 5
"بے شک (حضرت امام) حسن اور (حضرت امام) حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) دونوں دُنیا میں میرے دو پھول ہیں"۔

جنت کے جوانوں کے سردار:

(2) حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: شمس العارفین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ 6
"(حضرت سیدنا امام) حسن اور (حضرت سیدنا امام) حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) دونوں جنت کے جوانوں کے سردار ہیں"۔

مشابہت:

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ قائد المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ سے بہت ہی مشابہ تھے۔ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو امام المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہ صرف ظاہری مشابہت تھی بلکہ باطنی اعتبار سے بھی مکمل مشابہت تھی۔ حضور اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مشابہت کا نقشہ مبارک بڑی عقیدت اور محبت سے بیان کرتے ہیں:

ایک سینہ تک مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک
حسن سبطین ان کے جاموں میں ہے نیما نور کا
صاف شکل پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں
خط توام میں لکھا ہے یہ دو ورقہ نور کا
(حدائق بخشش حصہ دوم)

ایک اور مقام پر فرمایا ہے:

معدوم نہ تھا سایہ شاہ ثقلین
اس نور کی جلوہ گاہ تھی ذات حسنین
تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کئے
آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حسین
(حدائق بخشش حصہ دوم ص 87)

کیا شان ہے سواری کی؟

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: ایک مرتبہ سید الانبیاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ اپنے دوشِ مبارک پر حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو لئے جارہے تھے۔ ایک شخص نے اس منظر کو دیکھ کر کہا۔ سبحان اللہ! بڑی اچھی سواری ہے اے صاحبزادے۔ نبی قبلتین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور سوار بھی بہترین ہے۔

سخاوت کا واقعہ:

ابن عساکر سے روایت بیان کرتے ہیں: حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ایک بار ایک باغ کے قریب سے گزر رہے تھے ایک نوعمر حبشی غلام کو دیکھا وہ بیٹھا ہے اس کے ہاتھ میں روٹی تھی اور سامنے کتا بیٹھا تھا۔ وہ لڑکا ایک لقمہ خود کھاتا اور دوسرا اُس کو کھلاتا اس طرح پوری روٹی تقسیم کر کے کھائی۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اُس سے اس معاملہ کے متعلق دریافت فرمایا۔ وہ لڑکا کہنے لگا میری آنکھیں اس (کتے کی) آنکھیں دیکھ کر شرم محسوس کرتی تھیں

5 بخاری جلد 1 ص 530، فتح الباری جلد 7 ص 119-142، حدیث نمبر 3753، عمدۃ القاری جلد 8ج16 ص 243، مشکوٰۃ ص 569 حدیث نمبر 6164، مسند احمد جلد 2 ص 85-93، مصنف ابن ابی شیبہ جلد 12 ص 100، الادب المفرد ص 32، سالنگرہ ل ص 16، سیر وصفۃ المعجم الکبیر للطبرانی جلد 3 ص 137، البدایۃ والنہایۃ جلد 8ج4 ص 193، مرقاۃ جلد 11 ص 314، ترمذی حدیث نمبر 3770، کنز العمال حدیث نمبر 34251۔ 6 مشکوٰۃ ص 570 حدیث نمبر 6163، ترمذی حدیث نمبر 3768، ابن ماجہ حدیث نمبر 118، مسند احمد جلد 3 ص 3، مستدرک حاکم جلد 3 ص 182 حدیث نمبر 4778، مجمع الزوائد جلد 9 ص 178، مرقاۃ جلد 11 ص 314۔

کہ میں زیادہ کھا جاؤں۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم کس کے غلام ہو؟ وہ غلام بولا کہ ابان بن عثمان کا غلام ہوں' حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ احاطہ کس کا ہے؟ اس نے عرض کیا ابان کا۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں قسم دیتا ہوں یہاں ہی رہنا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ گئے اور اس غلام کو خرید اور احاطہ بھی خرید لیا۔ غلام کے پاس گئے اور فرمایا: میں نے تم کو خرید لیا ہے۔ اس نے اٹھ کر عرض کیا' اللہ (ﷻ) اور اس کے (پیارے اور محبوب) رسول ﷺ اور ان کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے احکام سننے والا اور فرماں بردار ہوں۔ پھر حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو میری طرف سے آزاد ہے اور یہ احاطہ تجھے ہبہ کر دیا۔ سیرت و شخصیت' عظمت و اہمیت اور عزت و توقیر میں' خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق' حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر' حضرت سیدنا ابن عباس' حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہم کی بکثرت احادیث مروی ہیں۔

حضرت سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: صَلّٰی اَبُوْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ یَمْشِیْ فَرَاٰی الْحَسَنَ یَلْعَبُ مَعَ الصِّبْیَانِ فَحَمَلَهٗ عَلٰی عَاتِقِهٖ وَقَالَ بِاَبِیْ شَبِیْهٌ بِالنَّبِیِّ لَا شَبِیْهٌ بِعَلِیٍّ وَعَلِیٌّ یَضْحَکُ [7] "نمازِ عصر سے فارغ ہو کر مسجد نبوی شریف سے باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو کندھوں پر اٹھا لیا اور فرمایا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سید الثقلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ سے مشابہت رکھتے ہیں اور امیر المومنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے نہیں مشابہت رکھتے ہیں"۔

خشک درخت پر تازہ کھجوریں:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی تصنیف "سعادت الکونین فی فضائل الحسنین" میں بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ سفر میں تھے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک کھجور کے درخت کے نیچے بستر لگایا اور دوسرے درخت کے نیچے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کا بستر تھا۔ لیٹتے ہوئے حضرت سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے کہا' اگر اس درخت میں تر خرمے لگے ہوتے تو خوب مزے سے کھاتے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: تمہیں تر کھجوریں درکار ہیں۔ اس نے عرض کیا' جی ہاں! حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی دیکھتے ہی دیکھتے سارا درخت سبز ہو گیا تازہ کھجوریں نکل آئیں تمام قافلے والوں نے سیر ہو کر کھائیں۔

فرزند پیدا ہونے کی بشارت:

آپ رضی اللہ عنہ پیدل حج کے لئے جا رہے تھے۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا' حضور آپ کا غلام ہوں میرے لئے دعا فرمائیں کہ میرے ہاں تندرست لڑکا پیدا ہو۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم گھر جاؤ تم نے جیسا فرزند چاہا ہے اللہ ﷻ نے تمہیں ویسا ہی فرزند عطا کر دیا ہے اور یہ لڑکا ہمارا عقیدت مند اور جاں نثار ہو گا۔ جب وہ شخص اپنے مکان میں گیا تو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جس فرزند کی بشارت آپ نے عطا فرمائی ویسا ہی لڑکا آپ کے گھر پیدا ہوا تھا۔

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت:

خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا

(باقی صفحہ نمبر 66 کالم نمبر 2 کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں)

[7] بخاری الحدیث نمبر 3542، 3750' مشکوٰۃ حدیث نمبر 6178۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ترتیب: بیگم مفتی خلیل احمد یوسفی

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام عائشہ، لقب صدیقہ اور حمیرا ہے۔ (صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا)۔ جبکہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے آپ کو بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے خطاب فرمایا۔ آپ کی والدہ محترمہ حضرت ام رومان بنت عامر بن عویر کنانہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہے۔

ماہ شوال میں نکاح ورخصتی:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: "میرے ساتھ امام الانبیاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کا نکاح مبارک شوال المکرم میں ہوا اور شوال المکرم میں ہی رخصتی ہوئی۔ پھر آپ ﷺ کے نزدیک مجھ سے زیادہ نصیب والی آپ ﷺ کی کوئی بیوی نہ تھی۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی عورتوں کو بھی شوال المکرم میں رخصت کرنا پسند فرماتی تھیں۔ حضرت ابو عاصم علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں لوگ شوال المکرم میں رخصتی پسند نہیں کرتے تھے بایں وجہ کہ اس ماہ میں پہلے زمانہ میں طاعون کی بیماری پھوٹ پڑی تھی۔ 1

ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت:

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، میں نے نبی آخر الزماں حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: "ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دوسری عورتوں پر ایسے فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کی فضیلت دوسرے کھانوں پر"۔ 2

اسی طرح حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، امام الانبیاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بہت سے مرد کمال کو پہنچے اور عورتوں میں سے حضرت مریم بنت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باکمال ہوئیں اور عورتوں پر ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت ایسی ہے جیسے ثرید کو دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے"۔ 3

حجرۂ مبارک:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، شمس العارفین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کے حبالہ عقد میں آنے کے بعد جب حرم پاک میں رونق افروز ہوئیں تو رہائش کیلئے جو حجرہ مبارک ملا وہ مسجد نبوی شریف سے متصل تھا۔ اس کا دروازہ مسجد نبوی شریف کی طرف کھلتا تھا۔ جس میں ایک پٹ کا کواڑ لگا ہوا تھا اور پردہ کے طور پر ایک کمبل پڑا رہتا تھا۔ اس حجرۂ مبارک کی لمبائی چوڑائی چھ سات ہاتھ سے زیادہ نہ تھی۔ دیواریں مٹی کی اور چھت کھجور کے پتوں اور ٹہنیوں کی بنی ہوئی تھی۔ بارش سے بچاؤ کیلئے اس پر ایک کمبل نما کپڑا ڈال دیا گیا تھا۔ اس حجرۂ مبارک کی بلندی اتنی تھی کہ آدمی کھڑا ہوتا تو چھت کو چھو سکتا تھا۔ حجرۂ مبارک سے متصل ایک بالا خانہ تھا جس کو مشربہ کہتے تھے۔ ایام ایلاء میں قائد المرسلین حضور سیدنا ﷺ نے ایک ماہ بسر فرمایا تھا۔ 4

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاک گھر کی خود اختیاری کائنات ایک چارپائی، ایک چٹائی، ایک بستر، ایک چھال بھرا تکیہ، دو تین مٹکے اور پانی پینے کیلئے ایک پیالہ سے زیادہ نہ تھی۔ کئی کئی راتیں ایسی گزرتیں کہ گھر میں چراغ تک نہ

1. طبقات ابن سعد 2: نمبر 8 تذکرہ صحابیات و صحابیات۔ 2. بخاری جلد 1 ص 522، ترمذی حدیث نمبر 3887، ابن ماجہ حدیث نمبر 3281، مسند احمد جلد 3 ص 264، دارمی جلد 2 ص 106، مستدرک حاکم جلد 3 ص حدیث نمبر 587، مجمع الزوائد جلد 9 ص 243، شرح السنۃ جلد 7 ص 78، جلد 7 ص 237، مسلم حدیث نمبر (2446/89)۔ 3. بخاری جلد 1 ص 522، شرح السنۃ جلد 7 ص 236، مسلم حدیث نمبر (2431-70)، ترمذی حدیث نمبر 1834، ابن ماجہ 3280، مسند احمد جلد 4 ص 394، مشکوٰۃ حدیث نمبر 5723، مرقاۃ جلد 10 ص 401۔ 4. بخاری

جلتا تھا۔ گھر میں کھانا پکنے کی نوبت بہت کم آتی تھی۔ خود اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ تین تین دن مسلسل ایسے گزرتے کہ خاندانِ نبوی ﷺ نے پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا۔ (صحیح بخاری معیشت النبی ﷺ۔)

عالمہ و فصیحہ:

حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: "جب ہم لوگوں پر جو امام المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ (ﷺ) کے صحابہ کرام (ؓ) ہیں' کوئی حدیث پاک مشکل ہوتی تو اُس کے بارے میں" (اُم المومنین حضرت سیدہ) عائشہ (صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے پوچھتے تو اُس کا اُن کے پاس ایک علم پاتے' حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری ؓ فرماتے ہیں: میں نے کسی کو" (اُم المومنین حضرت سیدہ) عائشہ (صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے زیادہ فصیح نہیں دیکھا"۔ 5

اسی طرح حضرت سیدنا موسیٰ بن طلحہ ؓ روایت ہے' فرماتے ہیں: مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَفْصَحَ مِنْ عَائِشَۃَ 6 "میں نے حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی کو فصیح و بلیغ نہیں دیکھا"۔

اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ کی علمی زندگی نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ خلیفۃ الرسول حضرت ابو بکر صدیق اور امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب اور امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان ؓ کے ادوارِ خلافت میں فتویٰ ارشاد فرماتی تھیں۔ ان سے 2210 احادیث مبارکہ مروی ہیں جن میں 174 احادیث مقدسہ حضرت سیدنا امام بخاری اور حضرت سیدنا امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہیں۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ احکام شرعیہ میں سے ایک چوتھائی ان سے منقول ہیں۔ 7

حضرت سیدنا احنف بن قیس اور حضرت سیدنا موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر کسی کو فصیح نہیں دیکھا۔

بعض ایسے فقہی احکام جن میں صحابہ کرام ؓ مختلف الرائے تھے۔ انہوں نے ہمیشہ وہ پہلو اختیار کیا جس میں عورتوں کیلئے سہولت اور آسانی ہوتی تھی کہ اُن کی جنسی ضرورتوں کو وہی بہتر جانتی تھیں۔ قائد المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کے ظاہری زمانۂ حیات میں بھی خواتین اکثر ایسے مسائل خاتم المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ سے پوچھتیں جن کے جوابات کھلے عام نہیں دیئے جا سکتے تھے۔ لہٰذا امام الانبیاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ ایسی خواتین کو اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجتے تھے اور اُن خواتین کے مسائل سن کر قرآنِ مجید و حدیث پاک کی روشنی میں جواب دیتی تھیں۔ حضرت سیدنا عطا ابن ابی رباح ؓ نے فرمایا: اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب لوگوں سے زیادہ فقیہہ' سب سے بڑی عالمہ اور سب سے زیادہ عقلمند تھیں۔ اس کے علاوہ آپ کامل طبیبہ اور شاعرہ تھیں۔ 8

حضرت سیدنا ابو بردہ بن ابو موسیٰ اشعری علیہ الرحمہ نے فرمایا جب کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوتا تو ہم اُم المومنین کی طرف رجوع کرتے تھے۔ 9

حضرت زہری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے: اگر تمام اُمہات المومنین کا علم اور دنیا کی تمام عورتوں کا علم جمع کیا جائے تو اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کم ہوگا۔ 10

لوگوں میں سب سے زیادہ عزیز:

حضرت سیدنا عمرو بن العاص ؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں مجھے احمد مختار حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر کا سپہ سالار بنایا (فرماتے ہیں) جب میں آیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! لوگوں میں کون آپ ﷺ کو سب سے زیادہ عزیز اور پیارا ہے؟ تو صاحب التاج حضور سیدنا رسول اللہ

5۔ ترمذی حدیث نمبر 3883 'مشکوۃ حدیث نمبر 6194' مرقاۃ جلد 11 ص 338۔ 6۔ ترمذی حدیث نمبر 3884 'مشکوۃ حدیث نمبر 6195' مرقاۃ جلد 11 ص 338۔ 7۔ طبقات ابن سعد 8/27 'سیرت النبی جلد 2 ص 376۔ 8۔ تفہیم البخاری جلد 5 ص 744۔ 9۔ تفہیم البخاری جلد 5 ص 744۔ 10۔ تفہیم البخاری جلد 5 ص 744۔

ﷺ نے ارشاد فرمایا: "(اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ) عائشہ (صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)"۔ (میں نے عرض کیا' مردوں میں؟ (تو نبی محتشم حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا: اُن کا باپ' (یعنی خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)۔ 11

فضیلتِ اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: مجھے ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن پر دس وجہ سے فضیلت حاصل ہے۔

(1) میرے سوا خاتم النبیین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔ (2) شفیع المذنبین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آسمان سے ریشمی کپڑے میں میری تصویر لائے۔ (3) میرے سوا کسی ایسی خاتون سے نکاح نہیں کیا جس کے ماں باپ دونوں مہاجر ہوں۔ (4) اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمان سے میری براءت اتاری۔ (5) میں امام الانبیاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہوتی تھی اور آپ ﷺ نماز میں مصروف ہوتے تھے۔ (6) حبیب کبریاء حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ جس برتن میں غسل فرمالیتے تھے بعد ازیں میں بھی اسی برتن کے پانی سے غسل کرتی تھی۔ (7) نزولِ وحی میں صرف میں ہی آپ ﷺ کے پاس ہوتی تھی۔ (8) جب سرورِ کائنات حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی روحِ مبارک نے عالمِ قدس کی طرف پرواز کی تو سیدِ کائنات حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کا سرِ مبارک میری گود میں تھا۔ (9) جس شب میرے ہاں قیام تھا' اسی رات کو خاتم المرسلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تھا اور (10) میرے ہی حجرہ مبارک کو رحمۃ اللعالمین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کا مدفن بننے کی سعادت نصیب ہوئی۔ 12

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہر سال حج پر تشریف لے جایا کرتی تھیں۔ حج پر باقاعدگی سے جانے کا مقصد یہ تھا کہ وہاں آنے والے مسلمانانِ عالم اپنے راحۃ العاشقین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے بہرہ ور ہوسکیں۔ مسلمانوں کو یہ علم تھا کہ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا علم ومعرفت کا ایسا سمندر ہیں جس میں تعلیماتِ نبوی ﷺ کے موتی بھرے پڑے ہیں۔ لہٰذا حج کے موقع پر اُن کی رہائش گاہ طالبانِ علم ومعرفت کا مرکز بن جاتی تھی۔ یہ سلسلہ آخری سانسوں تک جاری رہا۔

اُمّ المؤمنین کی سادگی اور قناعت:

(1) حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' ایک آنے والا اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہوا۔ آپ اپنا نقاب سی رہی تھیں۔ اس نے عرض کیا اے اُمّ المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنک) کیا اللہ (عزوجل) نے مال کی فراوانی نہیں فرمادی۔ آپ نے فرمایا: ان باتوں کو چھوڑو۔ سنو! جو پرانے کپڑے استعمال نہ کرے وہ نئے کپڑوں کا حق دار نہیں۔

(2) حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما' اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اُن کی وفات سے قبل تشریف لائے اور اُن کی اس طرح تعریف کی۔ خوش خبری ہو کہ آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ آپ ﷺ نے بغیر آپ کے کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی اور آپ کی براءت کے بارے میں آسمان سے وحی نازل ہوئی۔ پھر حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لائے تو آپ نے انہیں فرمایا حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے میری تعریف کی ہے آج میں کسی سے اپنی تعریف پسند نہیں فرماتی میری تو تمنا ہے کہ میں بھولی بسری ہوتی۔

---

11 بخاری حدیث نمبر 4358 ' مشکوٰۃ حدیث نمبر 6023 ' مسلم حدیث نمبر (2384-8) ' ابن ماجہ حدیث نمبر 101 ' مرقاۃ جلد 11 ص 169 ' ترمذی جلد 2 ص 227۔ 12 طبقات ابن سعد ' تفہیم البخاری جلد 5 ص 744۔

سخاوت و خیرات:

حضرت سیدنا عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک دن میں ستر ہزار (70000) درہم خیرات کئے اور ایک درہم بھی اپنے پاس نہ رکھا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے ایک لاکھ (100000) درہم سے دو تھیلے بھر کر بھیجے۔ آپ نے ایک طبق منگوایا اس میں رقم رکھی اور لوگوں کو بانٹنے لگیں۔ اس دن آپ روزے سے تھیں شام تک ایک لاکھ (100000) درہم تقسیم فرما دیئے۔ افطاری کے وقت خادمہ اُم ذرہ بولیں: اے اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ اس میں سے ایک درہم کا گوشت منگوا سکتیں تھیں جس سے آپ روزہ افطار فرمالیتیں۔ فرمایا: اگر تم مجھے یاد دلا دیتی تو میں گوشت منگوا لیتی۔

اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رمضان المبارک 58 ہجری میں بیمار ہوگئیں۔ چند روز علیل رہیں۔ مرض الموت میں وصیت فرمائی کہ مجھے دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے ساتھ جنت البقیع میں رات کے وقت دفن کیا جائے' صبح کا انتظار نہ کیا جائے۔ 17 رمضان المبارک کو منگل کی رات 63 سال کی عمر میں رات کو نماز وتر کے بعد اس دار فانی سے پردہ فرمایا۔ ان کے انتقال سے تمام عالم اسلام صدمے میں مبتلا ہو گیا۔ نماز جنازہ میں اتنا ہجوم تھا کہ اس سے قبل رات کے وقت کبھی بھی اتنا مجمع نہیں دیکھا گیا تھا۔ نماز جنازہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی جو اُس وقت مروان بن حکم کی طرف سے مدینہ منورہ کے حاکم تھے۔ اور حسب وصیت رات کے وقت جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ حضرت سیدنا قاسم بن محمد' حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالرحمٰن' حضرت سیدنا عروہ بن زبیر اور حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے قبر میں اُتارا۔ بھتیجوں اور بھانجوں نے قبر میں اُتارا۔ 13

13 تفہیم البخاری جلد 5 ص 744۔

(صفحہ نمبر 59 کا بقیہ)

تعالیٰ عنہا کو وصیت فرمائی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے صرف آپ اور حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ غسل دیں۔ غسل کے بعد آپ ہی میرے جنازے کے لئے چارپائی کی ڈولی بنائیں اور اس پر پردے کا اہتمام کریں۔ 22

حبیب کبریا، حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی وفات کو 6 ماہ گزرے تھے 3 رمضان المبارک 11ھ بروز منگل حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکیزہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ وصال کے وقت آپ کی عمر شریف 29 سال تھی۔ بعض نے 30 سال اور بعض نے 35 سال بتائی ہے لیکن پہلی روایت کو ترجیح حاصل ہے۔ 23

(صفحہ نمبر 62 کا بقیہ)

امام حسین رضی اللہ عنہ کو شفیع اُمت حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے دوران آپ سرکار ﷺ کی خدمت اقدس میں لے کر آئیں اور عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! انہیں اپنی وراثت میں سے کچھ عطا فرمائیے۔ سید الثقلین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (حضرت سیدنا امام) حسن (رضی اللہ عنہ) میری سرداری کے وارث ہیں اور (حضرت سیدنا امام) حسین (رضی اللہ عنہ) میری جرأت اور سخاوت کے وارث ہیں"۔ (طبرانی فی الکبیر؛ مجمع الزوائد)

وصال:

آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک 47 سال تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ 49ھ ماہ ربیع الاول 50ھ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کا سبب زہر تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں آپ کی والدہ محترمہ سیدۃ النساء حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

22 صحیح البخاری: 4462۔ 23 السنن الکبریٰ للبیہقی: 344؛ حلیۃ الاولیاء: 53/2 اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

مجھے دینِ اسلام سے پیار ہے

ماہ رمضان المبارک!

رحمتوں کا نزول۔۔۔۔۔۔۔۔۔نیکیوں کی بہار۔۔۔۔۔۔۔۔
دوزخ سے نجات۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایمان و تقویٰ کا حصول

(اور حقیقی وہ ہیں کہ) ہم نے انہیں جو دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ (البقرہ)

الحمد للہ نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی پنجاب، انجمن اشاعت دین اسلام پنجاب

20 سال سے پنجاب بھر میں دین دارت فلاحی کاموں، مدارس و مساجد کی تعمیر و ترقی، نگینہ ہسپتال کے ذریعے غریب و نادار مریضوں کے علاج و معالجہ اور مدارس کے ہاسٹلز میں داخل غریب طلباء و طالبات کی خوراک، تعلیم و تربیت، اصلاحِ مسلم، دعوتِ دین کا فریضہ، فری ایمبولینس سروس، سیلاب متاثرین اور ہر قسم کے ہنگامی حالات میں امدادی کاموں میں پیش پیش ہیں اور یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

رمضان المبارک کی بابرکت ساعتوں میں خدمتِ انسانیت، رضائے الٰہی اور بہترین صدقہ جاریہ کے لیے اپنے

عطیات، صدقات، زکوٰۃ اور فطرانہ

نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) پنجاب اور انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب کو دیجیے۔ آپ کے عطیات، صدقات، زکوٰۃ، فطرانے کے ذریعے یتیموں، بیواؤں، معذوروں اور طلباء و طالبات کی خدمت بہت بڑی سعادت ہوگی۔ آپ یہ عطیات، صدقات اور زکوٰۃ سوسائٹی و انجمن کے بینک اکاؤنٹ نمبرز یا ہیڈ آفس میں براہِ راست سوسائٹی کے دفاتر سے رابطہ کر کے بھیج سکتے ہیں۔

منصوبہ جات و خدمات

- مساجد و مدارس
- جامعات و سکول
- فری میڈیکل کیمپ
- فری آئی کیمپ (ششماہی)
- دعوت و تربیت
- اشاعت کتب و رسائل
- اجتماعی قربانی پروگرام
- افطار و سحر و اجتماعی اعتکاف
- ایمبولینس سروس
- ہنگامی امداد (سیلاب، زلزلہ، قدرتی آفات)
- اجتماعی شادیوں کا انعقاد
- غرباء و مساکین کی امداد
- ادارہ
- فری ڈسپنسری سروس برائے بچے و خواتین

ماہانہ خرچہ/کم و بیش	تعداد	پروجیکٹ
چار لاکھ روپے	6	مساجد
دس لاکھ روپے	14	جامعات (برائے طلباء و طالبات) اور ہوسٹل
پچاس ہزار روپے	3	ایمبولینس سروس
ستر ہزار روپے	1	نگینہ ہسپتال
تین لاکھ روپے	ششماہی	فری آئی و میڈیکل کیمپوں کا قیام
تین ہزار روپے	فی کس	افطار و سحر
پچاس ہزار روپے	کتب	دعوت و تبلیغ
ڈیڑھ لاکھ روپے	1	نگینہ دارارقم سکول
پچاس ہزار روپے	صدقات و زکوٰۃ	غرباء و مساکین کی امداد
دو ہزار روپے	فی کس	طالب علم (کھانا، ہاسٹل)

انجمن کا اکاؤنٹ نمبر 05090-0104603 یو۔بی۔ایل شادباغ لاہور
nagina.org naginasociety@gmail.com
سوسائٹی کا اکاؤنٹ نمبر 0134-0193429900 1 سٹینڈرڈ چارٹرڈ بینک لاہور
0516-01031842 یو۔بی۔ایل بینک کا چھوپورہ لاہور
بانی و سرپرستِ اعلیٰ
خادم دین اسلام

جامع مسجد نگینہ
ہیڈ آفس: جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک B-III گجرپورہ (چائنہ) سکیم لاہور
رابطہ نمبر: 0313-3333777,0321-8868693,042-36880027-28,37330019